وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا وف۱۳۵ بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے وف۱۳۶

اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ

بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے وف۱۳۷ اور بادشاہ بولا انھیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں خاص اپنے

لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ

لیے چن لوں وف۱۳۸ پھر جب اس سے بات کی کہا بے شک آج آپ ہمارے یہاں معزز معتمد ہیں وف۱۳۹ یوسف نے کہا

اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا

مجھے زمین کے خزانوں پر کردے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں وف۱۴۰ اور یونہی ہم نے

وف۱۳۵ زلیخا کے اقرار واعتراف کے بعد حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ میں نے اپنی براءت کا اظہار اس لیے چاہا تھا تا کہ عزیز کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غَیبَت (غیر موجودگی) میں اس کی خیانت نہیں کی ہے اور اس کے اہل کی حُرمَت (عزت) خراب کرنے سے مُجتَنِب (دور) رہا ہوں اور جو الزام مجھ پر لگائے گئے ہیں میں ان سے پاک ہوں، اس کے بعد آپ کا خیال مبارک اس طرف گیا کہ اس میں اپنی طرف پاکی کی نسبت اور اپنی نیکی کا بیان ہے ایسا نہ ہو کہ اس میں شانِ خود بینی اور خود پسندی (اپنے فخر و کمال اور تعریف) کا شائبہ بھی آئے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں تواضُع و اِنکِسار (عاجزی) سے عرض کیا کہ میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا، مجھے اپنی بے گناہی پر ناز نہیں ہے اور میں گناہ سے بچنے کو اپنے نفس کی خوبی قرار نہیں دیتا نفس کی جنس کا یہ حال ہے کہ وف۱۳۶ یعنی اپنے جس مخصوص بندے کو اپنے کرم سے معصوم کرے تو اس کا برائیوں سے بچنا اللہ کے فضل و رحمت سے ہے اور معصوم کرنا اسی کا کرم ہے۔ وف۱۳۷ جب بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے علم اور آپ کی امانت کا حال معلوم ہوا، اور وہ آپ کے حسنِ صبر، حسنِ ادب، قید خانے والوں کے ساتھ احسان، محنتوں اور تکلیفوں پر ثَبَات و اِستِقلال (ثابت قدمی) رکھنے پر مطلع ہوا تو اس کے دل میں آپ کا بہت ہی عظیم اعتقاد پیدا ہوا وف۱۳۸ اور اپنا مخصوص بنالوں۔ چنانچہ اس نے مُعَزَّزِین کی ایک جماعت بہترین سواریاں اور شاہانہ ساز و سامان اور نفیس لباس لے کر قید خانہ بھیجی تا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ ایوانِ شاہی میں لائیں ان لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بادشاہ کا پیام عرض کیا آپ نے قبول فرمایا اور قید خانہ سے نکلتے وقت قیدیوں کے لیے دعا فرمائی، جب قید خانہ سے باہر تشریف لائے تو اس کے دروازہ پر لکھا: یہ بلا کا گھر، زندوں کی قبر اور دشمنوں کی بدگوئی اور سچوں کے امتحان کی جگہ ہے پھر غسل فرمایا اور پوشاک پہن کر ایوانِ شاہی کی طرف روانہ ہوئے جب قلعہ کے دروازہ پر پہنچے تو فرمایا: میرا رب مجھے کافی ہے اس کی پناہ بڑی اور اس کی ثناء برتر اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر قلعہ میں داخل ہوئے بادشاہ کے سامنے پہنچے تو یہ دعا کی کہ یا رب میرے! تیرے فضل سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کی اور دوسروں کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، جب بادشاہ سے نظر ملی تو آپ نے عربی میں سلام فرمایا، بادشاہ نے دریافت کیا: یہ کیا زبان ہے؟ فرمایا: یہ میرے عَمّ (چچا) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان ہے، پھر آپ نے اس کو عِبرانی زبان میں دعا دی۔ اس نے دریافت کیا: یہ کون سی زبان ہے؟ فرمایا: یہ میرے ابّا کی زبان ہے۔ بادشاہ یہ دونوں زبانیں نہ سمجھ سکا باوجودیکہ وہ ستر زبانیں جانتا تھا، پھر اس نے جس زبان میں حضرت سے گفتگو کی آپ نے اسی زبان میں اس کو جواب دیا، اس وقت آپ کی عمر شریف تیس سال کی تھی، اس عمر میں یہ وُسعتِ علوم دیکھ کر بادشاہ کو بہت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو اپنے برابر جگہ دی۔ وف۱۳۹ بادشاہ نے درخواست کی کہ حضرت اس کے خواب کی تعبیر اپنی زبان مبارک سے سنا دیں حضرت نے اس خواب کی پوری تفصیل بھی سنا دی جس جس شان سے کہ اس نے دیکھا تھا، باوجودیکہ آپ سے یہ خواب پہلے مُجمَلاً (مختصرًا) بیان کیا گیا تھا۔ اس پر بادشاہ کو بہت تعجب ہوا! کہنے لگا کہ آپ نے میرا خواب ہو بہو بیان فرما دیا خواب تو عجیب تھا ہی مگر آپ کا اس طرح بیان فرما دینا اس سے بھی زیادہ عجیب تر ہے، اب تعبیر ارشاد ہو جائے، آپ نے تعبیر بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اب لازم یہ ہے کہ غلّے جمع کئے جائیں اور ان فراخی کے سالوں میں کثرت سے کاشت کرائی جائے اور غلّے مع بالیوں کے محفوظ رکھے جائیں اور رعایا کی پیداوار میں سے خُمُس (پانچواں حصہ) لیا جائے اس سے جو جمع ہوگا وہ مصر و حوالیٔ مصر (مصر کے اِردگرد) کے باشندوں کے لیے کافی ہوگا اور پھر خلقِ خدا ہر ہر طرف سے تیرے پاس غلّہ خریدنے آئے گی اور تیرے یہاں اتنے خزائن و اموال جمع ہوں گے جو تجھ سے پہلوں کے لیے جمع نہ ہوئے، بادشاہ نے کہا: یہ انتظام کون کرے گا؟ وف۱۴۰ یعنی اپنی قَلَمرَو (سلطنت) کے تمام خزانے میرے

لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا

یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی اس میں جہاں چاہے رہے ف۱۴۱ ہم اپنی رحمت ف۱۴۲ جسے

مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ

چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتے اور بے شک آخرت کا ثواب ان کے لیے بہتر جو

سپرد کردے، بادشاہ نے کہا: آپ سے زیادہ اس کا مُسْتَحِق اور کون ہوسکتا ہے اور اس نے اس کو منظور کیا۔ **مسائل:** احادیث میں طلبِ اِمارت (حکومت) کی ممانعت آئی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جب ملک میں اہل موجود ہوں اور اِقامتِ احکامِ الٰہی کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو اس وقت امارت طلب کرنا مکروہ ہے لیکن جب ایک ہی شخص اہل ہو تو اس کو احکامِ الٰہیہ کی اقامت کے لیے امارت طلب کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حال میں تھے، آپ رسول تھے، امت کے مَصَالِح (فائدوں) کے عالم تھے، یہ جانتے تھے کہ قحطِ شدید ہونے والا ہے جس میں خَلق کو راحت و آسائش پہنچانے کی یہی سَبِیْل (راہ) ہے کہ عِنانِ حکومت (نظامِ حکومت) کو آپ اپنے ہاتھ میں لیں اس لیے آپ نے امارت طلب فرمائی۔ **مسئلہ:** ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے قبول کرنا بہ نیتِ اقامتِ عدل جائز ہے۔ **مسئلہ:** اگر احکامِ دین کا اِجْرَاء (نفاذ) کافر یا فاسق بادشاہ کی تَمْکِیْن (طاقت) کے بغیر نہ ہوسکے تو اس میں اس سے مدد لینا جائز ہے۔ **مسئلہ:** اپنی خوبیوں کا بیان تَفَاخُر و تَکَبُّر کے لیے ناجائز ہے لیکن دوسروں کو نفع پہنچانے یا خلق کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لیے اگر اظہار کی ضرورت پیش آئے تو ممنوع نہیں اسی لیے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ سے فرمایا کہ میں حفاظت و علم والا ہوں۔ **ف۱۴۱** سب ان کے تحتِ تَصَرُّف (اختیار میں) ہے۔ امارت طلب کرنے کے ایک سال بعد بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا کر آپ کی تاج پوشی کی اور تلوار اور مہر آپ کے سامنے پیش کی اور آپ کو طِلائی تخت پر تخت نشین کیا جو جواہرات سے مُرَصَّع تھا اور اپنا ملک آپ کو تَفْوِیْض (سپرد) کیا اور قِطْفِیْر (عزیزِ مصر) کو معزول کر کے آپ کو اس کی جگہ والی بنایا اور تمام خزائن آپ کو تفویض کئے اور سلطنت کے تمام اُمور آپ کے ہاتھ میں دے دیئے اور خود مثل تابع کے ہوگیا کہ آپ کی رائے میں دخل نہ دیتا اور آپ کے ہر حکم کو مانتا۔ اسی زمانہ میں عزیزِ مصر کا انتقال ہوگیا، بادشاہ نے اس کے انتقال کے بعد زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کردیا، جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام زلیخا کے پاس پہنچے اور اس سے فرمایا: کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تو چاہتی تھی! زلیخا نے عرض کیا: اے صدیق! مجھے ملامت نہ کیجئے میں خوبرو تھی نوجوان تھی عیش میں تھی اور عزیزِ مصر عورتوں سے سروکار ہی نہ رکھتا تھا اور آپ کو اللّٰہ تعالیٰ نے یہ حسن و جمال عطا کیا ہے میرا دل اختیار سے باہر ہوگیا اور اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو معصوم کیا ہے آپ محفوظ رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو بَاکِرَہ (کنواری) پایا اور اس سے آپ کے دو فرزند ہوئے اِفْرَاثِیم اور میشا اور مصر میں آپ کی حکومت مضبوط ہوئی، آپ نے عدل کی بنیادیں قائم کیں ہر زن و مرد کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوئی اور آپ نے قحط سالی کے ایام کے لیے غلّوں کے ذخیرے جمع کرنے کی تدبیر فرمائی اس کے لیے بہت وسیع اور عالیشان انبار خانے (گودام) تعمیر فرمائے اور بہت کثیر ذخائر جمع کئے، جب فراخی کے سال گزر گئے اور قحط کا زمانہ آیا تو آپ نے بادشاہ اور اس کے خُدّام کے لیے روزانہ صرف ایک وقت کا کھانا مقرر فرمادیا، ایک روز دوپہر کے وقت بادشاہ نے حضرت (یوسف علیہ السلام) سے بھوک کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: یہ قحط کی ابتدا کا وقت ہے۔ پہلے سال میں لوگوں کے پاس جو ذخیرے تھے سب ختم ہوگئے، بازار خالی رہ گئے، اہلِ مصر حضرت یوسف علیہ السلام سے جنس (غلہ) خریدنے لگے اور ان کے تمام درہم، دینار آپ کے پاس آگئے۔ دوسرے سال زیور اور جواہرات سے غلّہ خریدا اور وہ تمام آپ کے پاس آگئے لوگوں کے پاس زیور و جواہر کی قسم سے کوئی چیز نہ رہی۔ تیسرے سال چوپائے اور جانور دے کر غلّے خریدے اور ملک میں کوئی کسی جانور کا مالک نہ رہا۔ چوتھے سال میں غلّے کے لیے تمام غلام اور باندیاں بیچ ڈالیں۔ پانچویں سال تمام اَراضی و عملہ و جاگیریں فروخت کر کے حضرت سے غلّہ خریدا اور یہ تمام چیزیں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں۔ چھٹے سال جب کچھ نہ رہا تو انہوں نے اپنی اولادیں بیچیں اس طرح غلّے خرید کر وقت گزارا۔ ساتویں سال وہ لوگ خود بک گئے اور غلام بن گئے اور مصر میں کوئی آزاد مرد و عورت باقی نہ رہا جو مرد تھا وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام تھا جو عورت تھی وہ آپ کی کنیز تھی اور لوگوں کی زبان پر تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سی عظمت و جلالت کبھی کسی بادشاہ کو میسر نہ آئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا کہ تو نے دیکھا اللّٰہ کا مجھ پر کیسا کرم ہے اس نے مجھ پر ایسا احسانِ عظیم فرمایا، اب ان کے حق میں تیری کیا رائے ہے؟ بادشاہ نے کہا: جو حضرت کی رائے اور ہم آپ کے تابع ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں اللّٰہ کو گواہ کرتا ہوں اور تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہلِ مصر کو آزاد کیا اور ان کے تمام اَمْلَاک (مال و مکانات) اور کل جاگیریں واپس کیں۔ اس زمانہ میں حضرت نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں ملاحظہ فرمایا، آپ سے عرض کیا گیا کہ اتنے عظیم خزانوں کے مالک ہو کر آپ بھوکے رہتے ہیں؟ فرمایا: اس اندیشہ سے کہ سیر ہو جاؤں تو کہیں بھوکوں کو نہ بھول جاؤں۔ سبحان اللّٰہ! کیا پاکیزہ اخلاق ہیں۔ مفسّرین فرماتے ہیں کہ مصر کے تمام زَن و مرد کو حضرت

اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ۠ ﴿۵۷﴾ وَ جَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ

ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ف۱۴۳ اور یوسف کے بھائی آئے تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انہیں ف۱۴۴ پہچان لیا

وَ هُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ

اور وہ اس سے انجان رہے ف۱۴۵ اور جب ان کا سامان مہیا کردیا ف۱۴۶ کہا اپنا سوتیلا بھائی ف۱۴۷

لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَیْلَ وَ اَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۵۹﴾

میرے پاس لے آؤ کیا نہیں دیکھتے کہ میں پورا ماپتا ہوں ف۱۴۸ اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَ لَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

پھر اگر اسے لے کر میرے پاس نہ آؤ تو تمہارے لیے میرے یہاں ماپ نہیں اور میرے پاس نہ پھٹکنا بولے

سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَ اِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ قَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ

ہم اس کی خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور ہمیں یہ ضرور کرنا اور یوسف نے اپنے غلاموں سے کہا ان کی پونجی ان کی

فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ

خُرجیوں (تھیلوں) میں رکھ دو ف۱۴۹ شاید وہ اسے پہچانیں جب اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں ف۱۵۰ شاید وہ

یوسف علیہ السلام کے خریدے ہوئے غلام اور کنیزیں بنانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام غلام کی شان میں آئے تھے اور مصر کے ایک شخص کے خریدے ہوئے ہیں بلکہ سب مصری ان کے خریدے اور آزاد کئے ہوئے غلام ہوں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جو اس حالت میں صبر کیا اس کی یہ جزا دی گئی۔ ف۱۴۲ یعنی ملک و دولت یا نبوت ف۱۴۳ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آخرت کا اجر و ثواب اس سے بہت زیادہ افضل و اعلیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں عطا فرمایا اور ابن عُیَیْنَہ نے کہا کہ مومن اپنی نیکیوں کا ثمرہ دنیا و آخرت دونوں میں پاتا ہے اور کافر جو کچھ پاتا ہے دنیا ہی میں پاتا ہے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ جب قحط کی شدت ہوئی اور بلائے عظیم عام ہوگئی تمام بِلَاد و اَمْصَار (شہر) قحط کی سخت تر مصیبت میں مبتلا ہوئے اور ہر جانب سے لوگ غلّہ خریدنے کے لیے مصر پہنچنے لگے حضرت یوسف علیہ السلام کسی کو ایک اونٹ کے بار سے زیادہ غلّہ نہیں دیتے تھے تاکہ مُساوات (برابری) رہے اور سب کی مصیبت رفع ہو۔ قحط کی جیسی مصیبت مصر اور تمام بلاد میں آئی، ایسی ہی کَنعان میں بھی آئی، اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین (حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی) کے سوا اپنے دسوں بیٹوں کو غلّہ خریدنے مصر بھیجا۔ ف۱۴۴ دیکھتے ہی ف۱۴۵ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنے سے اب تک چالیس سال کا طویل زمانہ گزر چکا تھا اور ان کا خیال یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہوگا اور یہاں آپ تختِ سلطنت پر شاہانہ لباس میں شوکت و شان کے ساتھ جلوہ فرما تھے اس لیے انہوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ سے عِبرانی زبان میں گفتگو کی آپ نے بھی اسی زبان میں جواب دیا، آپ نے فرمایا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم شام کے رہنے والے ہیں جس مصیبت میں دنیا مبتلا ہے اسی میں ہم بھی ہیں، آپ سے غلّہ خریدنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کہیں تم جاسوس تو نہیں ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں ہم جاسوس نہیں ہیں ہم سب بھائی ہیں ایک باپ کی اولاد ہیں ہمارے والد بہت بزرگ مُعَمَّر (بڑی عمر کے) صدیق ہیں اور ان کا نامِ نامی حضرت یعقوب ہے وہ اللہ کے نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم کتنے بھائی ہو؟ کہنے لگے: تھے تو ہم بارہ مگر ایک بھائی ہمارا ہمارے ساتھ جنگل گیا تھا ہلاک ہوگیا اور وہ والد صاحب کو ہم سب سے زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا: اب تم کتنے ہو؟ عرض کیا: دس۔ فرمایا: گیارھواں کہاں ہے؟ کہا: وہ والد صاحب کے پاس ہے کیونکہ جو ہلاک ہوگیا وہ اسی کا حقیقی بھائی تھا اب والد صاحب کی اسی سے کچھ تسلی ہوتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان بھائیوں کی بہت عزت کی اور بہت خاطِر و مُدارات (اچھی طرح) سے ان کی میزبانی فرمائی۔ ف۱۴۶ ہر ایک کا اونٹ بھر دیا اور زادِ سفر دے دیا۔ ف۱۴۷ یعنی بنیامین ف۱۴۸ اس کو لے آؤ گے تو ایک اونٹ غلہ اس کے حصہ کا اور زیادہ دوں گا۔ ف۱۴۹ جو انہوں نے قیمت میں

يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ

واپس آئیں پھر جب وہ اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے و۱۵۱ بولے اے ہمارے باپ ہم سے غلّہ روک دیا گیا ہے و۱۵۲

فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ

تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ غلّہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے کہا کیا اس کے بارے میں تم پر

عَلَيْهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنْتُكُمْ عَلٰۤى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّ هُوَ

ویسا ہی اعتبار کرلوں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا و۱۵۳ تو اللہ سب سے بہتر نگہبان اور وہ

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَ لَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ

ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان اور جب اُنھوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی پونجی پائی کہ ان کو پھیر

اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَ نَمِيْرُ

دی گئی ہے بولے اے ہمارے باپ اب ہم اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس کردی گئی اور ہم اپنے گھر کے

اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿٦٥﴾

لیے غلّہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں و۱۵۴

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ

کہا میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو و۱۵۵ کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے مگر

اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾

یہ کہ تم گھر جاؤ (مجبور ہو جاؤ) و۱۵۶ پھر جب انھوں نے یعقوب کو عہد دے دیا کہا و۱۵۷ اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر جو ہم کہہ رہے ہیں

وَ قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ

اور کہا اے میرے بیٹو و۱۵۸ ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا و۱۵۹

دی تھی تا کہ جب وہ اپنا سامان کھولیں تو اپنی پونجی انہیں مل جائے اور قحط کے زمانہ میں کام آئے اور مَخفِی (پوشیدہ) طور پر ان کے پاس پہنچے تا کہ انہیں لینے میں شرم بھی نہ آئے اور یہ کرم و احسان دوبارہ آنے کے لیے ان کی رغبت کا باعث بھی ہو۔ و۱۵۰ اور اس کا واپس کرنا ضروری سمجھیں۔ و۱۵۱ اور بادشاہ کے حسنِ سلوک اور اس کے احسان کا ذکر کیا کہا کہ اس نے ہماری وہ عزت و تکریم کی کہ اگر آپ کی اولاد میں سے کوئی ہوتا تو بھی ایسا نہ کرسکتا۔ فرمایا: اب اگر تم بادشاہِ مصر کے پاس جاؤ تو میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ ہمارے والد تیرے حق میں تیرے اس سلوک کی وجہ سے دعا کرتے ہیں۔ و۱۵۲ اگر آپ ہمارے بھائی بنیامین کو نہ بھیجیں گے تو غلہ نہ ملے گا۔ و۱۵۳ اس وقت بھی تم نے حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔ و۱۵۴ کیونکہ اس نے اس سے زیادہ احسان کئے ہیں۔ و۱۵۵ یعنی اللہ کی قسم نہ کھاؤ۔ و۱۵۶ اور اس کو لے کر آنا تمہاری طاقت سے باہر ہو جائے۔ و۱۵۷ حضرت یعقوب علیہ السلام نے و۱۵۸ مصر میں و۱۵۹ تا کہ نظرِ بد سے محفوظ رہو۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ نظر حق ہے۔ پہلی مرتبہ حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا تھا اس لیے کہ اس وقت تک کوئی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سب بھائی اور ایک باپ کی اولاد

وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ

اور میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا ١٦٠ حکم تو سب اللہ ہی کا ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ

اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ چاہیے اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ

اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ

نے حکم دیا تھا ١٦١ وہ کچھ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا ہاں یعقوب کے جی کی

يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کرلی اور بےشک وہ صاحبِ علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ ع وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا

جانتے ١٦٢ اور جب وہ یوسف کے پاس گئے ١٦٣ اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی ١٦٤ کہا یقین جان میں ہی

اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ

تیرا بھائی ١٦٥ ہوں تو یہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا ١٦٦ پھر جب ان کا سامان مہیا کردیا ١٦٧

جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ

پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا ١٦٨ پھر ایک منادی نے ندا کی اے قافلہ والو! بےشک

ہیں لیکن اب چونکہ جان چکے تھے اس لیے نظر ہو جانے (لگ جانے) کا احتمال تھا اس واسطے آپ نے علیحدہ علیحدہ ہو کر داخل ہونے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آفتوں اور مصیبتوں سے دفع کی تدبیر اور مناسب احتیاطیں انبیاء کا طریقہ ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ نے امر اللہ کو تفویض کر دیا کہ باوجود احتیاطوں کے توکل و اعتماد اللہ پر ہے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہیں۔ ف١٦٠ یعنی جو مقدر ہے وہ تدبیر سے ٹالا نہیں جاسکتا۔ ف١٦١ یعنی شہر کے مختلف دروازوں سے تو ان کا متفرق ہو کر داخل ہونا۔ ف١٦٢ جو اللہ تعالیٰ اپنے اصفیاء (خاص بندوں) کو علم دیتا ہے۔ ف١٦٣ اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اپنے بھائی بنیامین کو لے آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تم نے بہت اچھا کیا، پھر انہیں عزت کے ساتھ مہمان بنایا اور جابجا دسترخوان لگائے گئے اور ہر دسترخوان پر دو دو صاحبوں کو بٹھایا گیا، بنیامین اکیلے رہ گئے تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ آج اگر میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو مجھے اپنے ساتھ بٹھاتے حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا ایک بھائی اکیلا رہ گیا اور آپ نے بنیامین کو اپنے دسترخوان پر بٹھایا۔ ف١٦٤ اور فرمایا کہ تمہارے ہلاک شدہ بھائی کی جگہ میں تمہارا بھائی ہو جاؤں تو کیا تم پسند کرو گے؟ بنیامین نے کہا کہ آپ جیسا بھائی کس کو میسر آئے لیکن یعقوب (علیہ السلام) کا فرزند اور راحیل (مادرِ حضرت یوسف علیہ السلام) کا نورِ نظر ہونا تمہیں کیسے حاصل ہوسکتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام رو پڑے اور بنیامین کو گلے سے لگایا اور ف١٦٥ یوسف (علیہ السلام) ف١٦٦ بےشک اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں خیر کے ساتھ جمع فرمایا اور ابھی اس راز کی بھائیوں کو اطلاع نہ دینا یہ سن کر بنیامین فرطِ مسرت سے بےخود ہوگئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگے: اب میں آپ سے جدا نہ ہوں گا آپ نے فرمایا: والد صاحب کو میری جدائی کا بہت غم پہنچ چکا ہے اگر میں نے تمہیں بھی روک لیا تو انہیں اور زیادہ غم ہوگا علاوہ بریں روکنے کی بجز اس کے اور کوئی سبیل بھی نہیں ہے کہ تمہاری طرف کوئی غیر پسندیدہ بات منسوب ہو۔ بنیامین نے کہا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ف١٦٧ اور ہر ایک کو ایک بارِ شُتُر (ایک اونٹ کا بوجھ) غلّہ دے دیا اور ایک بارِ شُتُر بنیامین کے نام خاص کر دیا۔ ف١٦٨ جو بادشاہ کے پانی پینے کا سونے کا جواہرات سے مُرَصَّع کیا ہوا تھا اور

لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ

تم چور ہو بولے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تم کیا نہیں پاتے بولے بادشاہ کا

صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا

پیمانہ نہیں ملتا اور جو اسے لائے گا اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ ہے اور میں اس کا ضامن ہوں بولے

تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ ﴿۷۳﴾

خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہ آئے اور نہ ہم چور

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ

بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہو ف۱۶۹ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے

رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ

اسباب (سامان) میں ملے وہی اس کے بدلے میں غلام بنے ف۱۷۰ ہمارے یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے ف۱۷۱ تو اول ان کی خرجیوں (تھیلوں) سے تلاشی شروع

قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا

کی اپنے بھائی ف۱۷۲ کی خُرجی سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا ف۱۷۳ ہم نے یوسف کو

لِیُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

یہی تدبیر بتائی ف۱۷۴ بادشاہی قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے ف۱۷۵ مگر یہ کہ خدا چاہے ف۱۷۶

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ

ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں ف۱۷۷ اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے ف۱۷۸ بھائی بولے اگر

اس وقت اس سے غلّہ ناپنے کا کام لیا جاتا تھا یہ پیالہ بنیامین کے کجاوے میں رکھ دیا گیا اور قافلہ کنعان کے قصد سے روانہ ہوگیا، جب شہر کے باہر جاچکا تو انبار خانہ کے کارکنوں کو معلوم ہوا کہ پیالہ نہیں ہے ان کے خیال میں یہی آیا کہ یہ قافلے والے لے گئے انہوں نے اس کی جستجو کے لیے آدمی بھیجے۔ ف۱۶۹ اس بات میں اور پیالہ تمہارے پاس نکلے۔ ف۱۷۰ اور شریعتِ حضرت یعقوب علیہ السلام میں چوری کی یہی سزا مقرر تھی۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ف۱۷۱ پھر یہ قافلہ مصر لایا گیا اور ان صاحبوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں حاضر کیا گیا ف۱۷۲ یعنی بنیامین ف۱۷۳ یعنی بنیامین کی خرجی سے پیالہ برآمد کیا۔ ف۱۷۴ اپنے بھائی کے لینے کی۔ اس معاملہ میں بھائیوں سے استفسار کریں تاکہ وہ شریعت حضرت یعقوب علیہ السلام کا حکم بتائیں جس سے بھائی مل سکے۔ ف۱۷۵ کیونکہ بادشاہِ مصر کے قانون میں چوری کی سزا مارنا اور دونا مال لے لینا مقرر تھی۔ ف۱۷۶ یعنی یہ بات خدا کی مَشِیَّت (مرضی) سے ہوئی کہ ان کے دل میں ڈال دیا کہ سزا بھائیوں سے دریافت کریں اور ان کے دل میں ڈال دیا کہ وہ اپنی سنت کے مطابق جواب دیں۔ ف۱۷۷ علم میں جیسے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے درجے بلند فرمائے۔ ف۱۷۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ ہر عالم کے اوپر اس سے زیادہ علم رکھنے والا عالم ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ سلسلہ اللہ تعالٰی تک پہنچتا ہے اس کا علم سب کے علم سے برتر ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے بھائی علماء تھے اور حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام ان سے اَعْلَم (بڑے عالم) تھے۔ جب پیالہ بنیامین کے سامان سے نکلا تو بھائی شرمندہ ہوئے اور انہوں نے سر جھکائے اور۔

یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ

یہ چوری کرے وف۱۷۹ تو بے شک اس سے پہلے ایک بھائی چوری کر چکا ہے وف۱۸۰ تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان

یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ (۷۷) قَالُوْا

پر ظاہر نہ کی جی میں کہا تم بدتر جگہ ہو وف۱۸۱ اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بناتے ہو بولے

یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا

اے عزیز! اس کے ایک باپ ہیں بوڑھے بڑے وف۱۸۲ تو ہم میں اس کی جگہ کسی کو لے لو بے شک ہم

نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ (۷۸) قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا

تمہارے احسان دیکھ رہے ہیں کہا وف۱۸۳ خدا کی پناہ کہ ہم لیں مگر اسی کو جس کے پاس

مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ (۷۹) ع فَلَمَّا اسْتَایْــٴَـسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا ؕ

ہمارا مال ملا وف۱۸۴ جب تو ہم ظالم ہوں گے پھر جب اس سے ناامید ہوئے الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے

ع ۹ / ۱۱ / ۳

قَالَ كَبِیْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ

ان کا بڑا بھائی بولا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لے لیا تھا

وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى یَاْذَنَ لِیْۤ

اور اس سے پہلے یوسف کے حق میں تم نے کیسی تقصیر کی تو میں یہاں سے نہ ٹلوں گا یہاں تک کہ میرے باپ وف۱۸۵

اَبِیْۤ اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ (۸۰) اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِیْكُمْ فَقُوْلُوْا

مجھے اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے وف۱۸۶ اور اس کا حکم سب سے بہتر اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ پھر عرض کرو

یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَیْبِ

اے ہمارے باپ بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی وف۱۸۷ اور ہم تو اتنی ہی بات کے گواہ ہوئے تھے جتنی ہمارے علم میں تھی وف۱۸۸ اور ہم غیب کے

وف۱۷۹ یعنی سامان میں پیالہ نکلنے سے سامان والے کا چوری کرنا تو یقینی نہیں لیکن اگر یہ فعل اس کا ہو وف۱۸۰ یعنی حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام اور جس کو انہوں نے چوری قرار دے کر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نسبت کیا وہ واقعہ یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نانا کا ایک بت تھا جس کو وہ پوجتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام نے چپکے سے وہ بت لیا اور توڑ کر راستہ میں نجاست کے اندر ڈال دیا، یہ حقیقت میں چوری نہ تھی بت پرستی کا مٹانا تھا بھائیوں کا اس ذکر سے یہ مُدَّعَا (مقصد) تھا کہ ہم لوگ بنیامین کے سوتیلے بھائی ہیں، یہ فعل ہو تو شاید بنیامین کا ہو، نہ ہماری اس میں شرکت نہ ہمیں اس کی اطلاع۔ وف۱۸۱ اس سے جس کی طرف چوری کی نسبت کرتے ہو۔ کیونکہ چوری کی نسبت حضرت یوسف کی طرف تو غلط ہے وہ فعل تو شرک کا ابطال (مٹانا) اور عبادت تھا اور تم نے جو یوسف کے ساتھ کیا وہ بڑی زیادتیاں ہیں۔ وف۱۸۲ ان سے محبت رکھتے ہیں اور انہیں سے ان کے دل کی تسلی ہے۔ وف۱۸۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے وف۱۸۴ کیونکہ تمہارے فیصلہ سے ہم اسی کو لینے کے مستحق ہیں جس کے کجاوے میں ہمارا مال ملا اگر ہم بجائے اس کے دوسرے کو لیں وف۱۸۵ میرے واپس آنے کی وف۱۸۶ میرے بھائی کو خلاصی دے کر یا

حٰفِظِيۡنَ ﴿۸۱﴾ وَسۡـَٔلِ الۡقَرۡيَةَ الَّتِىۡ كُنَّا فِيۡهَا وَالۡعِيۡرَ الَّتِىۡۤ اَقۡبَلۡنَا فِيۡهَا‌ ؕ

نگہبان نہ تھے ف۱۸۹ اور اس بستی سے پوچھ دیکھئے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے

وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَـكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا‌ ؕ فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ‌ ؕ

اور ہم بے شک سچے ہیں ف۱۹۰ کہا ف۱۹۱ تمہارے نفس نے تمہیں کچھ حیلہ بنا دیا تو اچھا صبر ہے

عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّاۡتِيَنِىۡ بِهِمۡ جَمِيۡعًا‌ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۸۳﴾ وَ

قریب ہے کہ اللّٰہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے ف۱۹۲ بےشک وہی علم و حکمت والا ہے اور

تَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوۡسُفَ وَابۡيَـضَّتۡ عَيۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ

ان سے منہ پھیرا ف۱۹۳ اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں ف۱۹۴

فَهُوَ كَظِيۡمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوۡا تَاللّٰهِ تَفۡتَؤُا تَذۡكُرُ يُوۡسُفَ حَتّٰى تَكُوۡنَ حَرَضًا

تو وہ غصہ کھاتا رہا بولے ف۱۹۵ خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گور کنارے (موت کے قریب) جالگیں

اَوۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡهٰلِكِيۡنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشۡكُوۡا بَثِّىۡ وَحُزۡنِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ

یا جان سے گزر جائیں کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللّٰہ ہی سے کرتا ہوں ف۱۹۶

وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِىَّ اذۡهَبُوۡا فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ يُّوۡسُفَ

اور مجھے اللّٰہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ف۱۹۷ اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی

وَاَخِيۡهِ وَلَا تَايۡــَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ‌ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايۡــَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا

کا سراغ لگاؤ اور اللّٰہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بےشک اللّٰہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر

اس کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ چلنے کا۔ ف۱۸۷ یعنی ان کی طرف چوری کی نسبت کی گئی ف۱۸۸ کہ پیالہ ان کے کجاوہ میں نکلا ف۱۸۹ اور ہمیں خبر نہ تھی کہ یہ صورت پیش آئے گی حقیقت حال اللّٰہ ہی جانے کہ کیا ہے اور پیالہ کس طرح بنیامین کے سامان سے برآمد ہوا۔ ف۱۹۰ پھر یہ لوگ اپنے والد کے پاس واپس آئے اور سفر میں جو کچھ پیش آیا تھا اس کی خبر دی اور بڑے بھائی نے جو کچھ بتا دیا تھا وہ سب والد سے عرض کیا۔ ف۱۹۱ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہ چوری کی نسبت بنیامین کی طرف غلط ہے اور چوری کی سزا غلام بنانا یہ بھی کوئی کیا جانے اگر تم فتویٰ نہ دیتے اور تمہیں نہ بتاتے تو ف۱۹۲ یعنی حضرت یوسف کو اور ان کے دونوں بھائیوں کو۔ ف۱۹۳ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کی خبر سن کر اور آپ کا غم واَنْدوہ (رَنج واَلم) انتہا کو پہنچ گیا ف۱۹۴ روتے روتے آنکھ کی سیاہی کا رنگ جاتا رہا اور بینائی ضعیف ہوگئی۔ حسن رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کی جدائی میں حضرت یعقوب علیہ السلام اَسّی برس روتے رہے۔ اور اَحِبَّاء (پیاروں) کے غم میں رونا جو تکلیف اور نمائش سے نہ ہو اور اس کے ساتھ اللّٰہ کی شکایت و بےصبری نہ پائی جائے رحمت ہے، ان غم کے ایام میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان مبارک پر کبھی کوئی کلمہ بےصبری کا نہ آیا۔ ف۱۹۵ برادرانِ یوسف اپنے والد سے ف۱۹۶ تم سے یا اور کسی سے نہیں ف۱۹۷ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور ان سے ملنے کی توقع رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان کا خواب حق ہے ضرور واقع ہوگا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت مَلَکُ الْمَوت سے دریافت کیا کہ کیا تم نے میرے بیٹے یوسف کی روح قبض کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! اس سے بھی

الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ

کافر لوگ ف۱۹۸ پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت پہنچی ف۱۹۹ اور

اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ

ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں ف۲۰۰ تو آپ ہمیں پورا ماپ دیجئے ف۲۰۱ اور ہم پر

عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ

خیرات کیجئے ف۲۰۲ بےشک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے ف۲۰۳ بولے کچھ خبر ہے تم نے یوسف اور

بِيُوْسُفَ وَ اَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ

اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جب تم نادان تھے ف۲۰۴ بولے کیا سچ مچ آپ ہی یوسف ہیں

قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَاۤ اَخِيْ٘ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ

کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بےشک اللہ نے ہم پر احسان کیا ف۲۰۵ بےشک جو پرہیزگاری اور

يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ

صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتا ف۲۰۶ بولے خدا کی قسم بےشک اللہ نے آپ کو

اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ

ہم پر فضیلت دی اور بےشک ہم خطاوار تھے ف۲۰۷ کہا آج ف۲۰۸ تم پر کچھ ملامت نہیں

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ٘ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ

اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے ف۲۰۹ میرا یہ کُرتا لے جاؤ ف۲۱۰ اسے میرے باپ کے

آپ کو ان کی زندگانی کا اطمینان ہوا اور آپ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا ف۱۹۸ یہ سن کر برادرانِ حضرت یوسف علیہ السلام پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ ف۱۹۹ یعنی تنگی اور بھوک کی سختی اور جسموں کا دبلا ہو جانا۔ ف۲۰۰ ردی کھوٹی جسے کوئی سوداگر مال کی قیمت میں قبول نہ کرے وہ چند کھوٹے درہم تھے اور اَثَاثُ الْبَیْت (گھریلو سامان) کی چند پرانی بوسیدہ چیزیں۔ ف۲۰۱ جیسا کھرے داموں سے دیتے تھے۔ ف۲۰۲ یہ ناقص پونجی قبول کر کے۔ ف۲۰۳ ان کا یہ حال سن کر حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام پر گریہ طاری ہوا اور چشمِ گوہرفشاں سے اَشک رواں ہو گئے اور ف۲۰۴ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو مارنا، کنوئیں میں گرانا، بیچنا، والد سے جدا کرنا اور ان کے بعد ان کے بھائی کو تنگ رکھنا، پریشان کرنا تمہیں یاد ہے اور یہ فرماتے ہوئے حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کو تبسم آ گیا اور انہوں نے آپ کے گوہرِ دَندان (موتی جیسے دانتوں) کا حسن دیکھ کر پہچانا کہ یہ تو جمالِ یوسُفی کی شان ہے۔ ف۲۰۵ ہمیں جدائی کے بعد سلامتی کے ساتھ ملایا اور دنیا و دین کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ ف۲۰۶ برادرانِ حضرت یوسف علیہ السلام بہ طریقِ عُذر خواہی (معافی چاہتے ہوئے) ف۲۰۷ اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ نے آپ کو عزت دی بادشاہ بنایا اور ہمیں مسکین بنا کر آپ کے سامنے لایا۔ ف۲۰۸ اگرچہ ملامت کرنے کا دن ہے مگر میری جانب سے ف۲۰۹ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے اپنے والد ماجد کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا: آپ کی جدائی کے غم میں روتے روتے ان کی بینائی بحال نہیں رہی آپ نے فرمایا ف۲۱۰ جو میرے والد ماجد نے تعویذ بنا کر میرے گلے میں ڈال دیا تھا۔

عَلٰى وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ۚ وَ اْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَمَّا فَصَلَتِ

منہ پر ڈالو اُن کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر (گھر والوں) کو میرے پاس لے آؤ جب قافلہ مصر سے

الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْ لَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾

جدا ہوا ف۲۱۱ یہاں ان کے باپ نے ف۲۱۲ کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ (بہک) گیا

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ

بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی (محبت) میں ہیں ف۲۱۳ پھر جب خوشی سنانے والا آیا ف۲۱۴

اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚۙ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ

اس نے وہ کُرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (روشن ہوگئیں) کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ

مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا

شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ف۲۱۵ بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے بے شک ہم

خٰطِـِٕیْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾

خطاوار ہیں کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ف۲۱۶

ف۲۱۱ اور کنعان کی طرف روانہ ہوا۔ ف۲۱۲ اپنے پوتوں اور پاس والوں سے ف۲۱۳ کیونکہ وہ اس گمان میں تھے کہ اب حضرت یوسف (علیہ السلام) کہاں ان کی وفات بھی ہوچکی ہوگی۔ ف۲۱۴ لشکر کے آگے آگے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی یہودا تھے انہوں نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس خون آلودہ قمیص بھی میں ہی لے کر گیا تھا میں نے ہی کہا تھا کہ یوسف (علیہ السلام) کو بھیڑیا کھا گیا میں نے ہی انہیں غمگین کیا تھا آج کُرتا بھی میں ہی لے کر جاؤں گا اور حضرت یوسف (علیہ السلام) کی زندگانی کی فرحت انگیز (خوشی پہنچانے والی) خبر بھی میں ہی سناؤں گا تو یہودا برہنہ سر، برہنہ پا، کُرتا لے کر اَسّی فرسنگ (دوسو چالیس میل) دوڑتے آئے، راستہ میں کھانے کے لیے سات روٹیاں ساتھ لائے تھے، فرطِ شوق کا یہ عالم تھا کہ ان کو بھی راستہ میں کھا کر تمام نہ کرسکے۔ ف۲۱۵ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دریافت فرمایا: یوسف کیسے ہیں؟ یہودا نے عرض کیا: حضور وہ مصر کے بادشاہ ہیں۔ فرمایا: میں بادشاہی کو کیا کروں یہ بتاؤ کس دین پر ہیں؟ عرض کیا: دین اسلام پر۔ فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰه! اللہ کی نعمت پوری ہوئی۔ برادرانِ حضرت یوسف علیہ السلام ف۲۱۶ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقتِ سحر بعد نماز ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے صاحبزادوں کے لیے دعا کی وہ قبول ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی فرمائی گئی کہ صاحبزادوں کی خطا بخش دی گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کو مع ان کے اہل و اولاد کے بلانے کے لیے اپنے بھائیوں کے ساتھ دوسو سواریاں اور کثیر سامان بھیجا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام نے مصر کا ارادہ فرمایا اور اپنے اہل کو جمع کیا کل مرد و زن بہتّر یا تہتّر تن تھے اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ برکت فرمائی کہ ان کی نسل اتنی بڑھی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو چھ لاکھ سے زیادہ تھے باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ اس سے صرف چار سو سال بعد ہے۔ اَلْحَاصِلُ (قصہ مختصر یہ کہ) جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہِ اعظم کو اپنے والد ماجد کی تشریف آوری کی اطلاع دی اور چار ہزار لشکری اور بہت سے مصری سواروں کو ہمراہ لے کر آپ اپنے والد صاحب کے استقبال کے لیے صدہا ریشمی پھریرے اڑاتے (جھنڈے لہراتے)، قطاریں باندھے روانہ ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لا رہے تھے، جب آپ کی نظر لشکر پر پڑی اور آپ نے دیکھا کہ صحرا زَرق بَرق (رنگ برنگے) سواروں سے پُر ہو رہا ہے۔ فرمایا: اے یہودا! کیا یہ فرعون مصر ہے جس کا لشکر اس شوکت و شکوہ سے آرہا ہے؟ عرض کیا: نہیں! یہ حضور کے فرزند یوسف ہیں۔ ''علیہم السلام'' حضرت جبریل نے آپ کو متعجب دیکھ کر عرض کیا: ہوا کی طرف نظر فرمائیے آپ کے

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ

پھر جب وہ سب یوسف کے پاس پہنچے اس نے اپنے ماں وا۲۱۷ باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں وا۲۱۸ داخل ہو

شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ؕ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ

اللّٰہ چاہے تو امان کے ساتھ وا۲۱۹ اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب وا۲۲۰ اس کے لیے سجدے میں گرے وا۲۲۱ اور

قَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَ

یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے وا۲۲۲ بے شک اسے میرے رب نے سچا کیا اور

قَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ

بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا وا۲۲۳ اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے

اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ

کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرادی تھی بے شک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کردے

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ

بے شک وہی علم و حکمت والا ہے وا۲۲۴ اے میرے رب بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي

باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے

سرور میں شرکت کے لیے ملائکہ حاضر ہوئے ہیں جو مدتوں آپ کے غم کے سبب روتے رہے ہیں۔ ملائکہ کی تسبیح نے اور گھوڑوں کے ہنہنانے نے اور طَبل و بُوق کی آوازوں نے عجیب کیفیت پیدا کردی تھی، یہ محرّم کی دسویں تاریخ تھی جب دونوں حضرات والِد و وَلَد، پِدَر و پِسَر (باپ اور بیٹا) قریب ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سلام عرض کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ تَوَقُّف کیجئے اور والد صاحب کو ابتداءِ بسلام کا موقع دیجئے۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامُذْھِبَ الْاَحْزَان (یعنی اے غم و اَندوہ کے دور کرنیوالے سلام ہو) اور دونوں صاحبوں نے اتر کر معانقہ کیا اور مل کر خوب روئے، پھر اس مُزَیَّن فِرُودگاہ (قیام گاہ) میں داخل ہوئے جو پہلے سے آپ کے استقبال کے لیے نفیس خیمے وغیرہ نصب کرکے آراستہ کی گئی تھی۔ یہ دخول حدودِ مصر میں تھا اس کے بعد دوسرا دخول خاص شہر میں ہے جس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔ وا۲۱۷ ماں سے یا خاص والدہ مراد ہیں اگر اس وقت تک زندہ ہوں یا خالہ۔ مفسرین کے اس باب میں کئی اقوال ہیں۔ وا۲۱۸ یعنی خاص شہر میں وا۲۱۹ جب مصر میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوئے آپ نے اپنے والدین کا اکرام فرمایا۔ وا۲۲۰ یعنی والدین اور سب بھائی وا۲۲۱ یہ سجدہ تحیت و تواضع (سلام و عاجزی) کا تھا جو ان کی شریعت میں جائز تھا جیسے کہ ہماری شریعت میں کسی مُعَظَّم (بزرگ) کی تعظیم کے لیے قیام اور مصافحہ اور دست بوسی جائز ہے۔ سجدہ عبادت اللّٰہ تعالٰی کے سوا اور کسی کے لیے کبھی جائز نہیں ہوا نہ ہوسکتا ہے کیونکہ یہ شرک ہے اور سجدۂ تحیت و تعظیم بھی ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ وا۲۲۲ جو میں نے صغرسنی یعنی بچپن کی حالت میں دیکھا تھا۔ وا۲۲۳ اس موقع پر آپ نے کنویں کا ذکر نہ کیا تاکہ بھائیوں کو شرمندگی نہ ہو۔ وا۲۲۴ اصحابِ تواریخ کا بیان ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر میں چوبیس ۲۴ سال بہترین عیش و آرام میں خوشحالی کے ساتھ رہے قریبِ وفات آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت کی کہ آپ کا جنازہ ملک شام میں لے جا کر ارضِ مقدسہ میں آپ کے والد حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس دفن کیا جائے اس وصیت کی تعمیل کی گئی اور بعدِ وفات سال

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ

دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قُربِ خاص کے لائق ہیں و۲۲۵ یہ کچھ

اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ

غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے و۲۲۶ جب اُنھوں نے اپنا کام پکا کیا تھا

وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا

اور وہ داؤں چل رہے تھے و۲۲۷ اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ لائیں گے اور تم

تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع وَكَاَيِّنْ مِّنْ

ع ۱۱ ۵

اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے یہ و۲۲۸ تو نہیں مگر سارے جہان کو نصیحت اور کتنی نشانیاں

اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ

ہیں و۲۲۹ آسمانوں اور زمین میں کہ لوگ ان پر گزرتے ہیں و۲۳۰ اور ان سے بے خبر رہتے ہیں اور

مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِيَهُمْ

ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے و۲۳۱ کیا اس سے نڈر ہو بیٹھے کہ

غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اللہ کا عذاب اُنھیں آکر گھیر لے یا قیامت ان پر اچانک آجائے اور اُنھیں خبر نہ ہو

(ایک خاص قسم کے درخت) کی لکڑی کے تابوت میں آپ کا جسدِ اطہر شام میں لایا گیا اسی وقت آپ کے بھائی عِیْص کی وفات ہوئی اور آپ دونوں بھائیوں کی ولادت بھی ساتھ ہوئی تھی اور دفن بھی ایک ہی قبر میں کئے گئے اور دونوں صاحبوں کی عمر ایک سو پینتالیس سال کی تھی جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد اور چچا کو دفن کر کے مصر کی طرف واپس ہوئے تو آپ نے یہ دعا کی جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔ و۲۲۵ یعنی حضرت ابراہیم و حضرت اسحٰق و حضرت یعقوب علیہم السلام۔ انبیاء سب معصوم ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دعا تعلیمِ امت کے لیے ہے کہ وہ حُسنِ خاتمہ کی دعا مانگتے رہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد کے بعد تیئس سال رہے اس کے بعد آپ کی وفات ہوئی، آپ کے مقامِ دفن میں اہلِ مصر کے اندر سخت اختلاف واقع ہوا، ہر محلّہ والے حصولِ برکت کے لیے اپنے ہی محلّہ میں دفن کرنے پر مُصِرّ (اِصرار کر رہے) تھے، آخر یہ رائے قرار پائی کہ آپ کو دریائے نیل میں دفن کیا جائے تا کہ پانی آپ کی قبر سے چھوتا ہوا گزرے اور اس کی برکت سے تمام اہلِ مصر فیض یاب ہوں۔ چنانچہ آپ کو سنگِ رُخام، یا سنگِ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا اور آپ وہیں رہے یہاں تک کہ چار سو برس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا تابوت شریف نکالا اور آپ کو آپ کے آبائے کرام کے پاس ملکِ شام میں دفن کیا۔ و۲۲۶ یعنی برادرانِ یوسف علیہ السلام کے و۲۲۷ باوجود اس کے اے سیدانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپ کا ان تمام واقعات کو اس تفصیل سے بیان فرمانا غیبی خبر اور معجزہ ہے۔ و۲۲۸ قرآن شریف و۲۲۹ خالق اور اس کی توحید وصفات پر دلالت کرنے والی، ان نشانیوں سے ہلاک شدہ امتوں کے آثار مراد ہیں۔ (مدارک) و۲۳۰ اور ان کا مُشاہَدہ کرتے ہیں لیکن تَفَکُّر (سوچ بچار) نہیں کرتے، عبرت نہیں حاصل کرتے۔ و۲۳۱ جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آیت مشرکین کے رَدّ میں نازل ہوئی جو اللہ تعالٰی کی خالِقیّت و رَزّاقیّت کا اقرار کرنے کے ساتھ بت پرستی کر کے غیروں کو عبادت میں اس کا شریک کرتے تھے۔

وقف النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ﱡ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ

تم فرماؤ ف۲۳۲ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں ف۲۳۳

وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

اور اللہ کو پاکی ہے ف۲۳۴ اور میں شریک کرنے والا نہیں اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے

اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ

سب مرد ہی تھے ف۲۳۵ جنھیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے ف۲۳۶ تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے نہیں

فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ

تو دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا ف۲۳۷ اور بےشک آخرت کا گھر

لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَایْــٴَـسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا

پرہیزگاروں کے لیے بہتر تو کیا تمہیں عقل نہیں یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی ف۲۳۸ اور لوگ سمجھے

اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا

کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا ف۲۳۹ اس وقت ہماری مدد آئی تو جسے ہم نے چاہا بچا لیا گیا ف۲۴۰ اور ہمارا عذاب

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی

مجرم لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا بےشک ان کی خبروں سے ف۲۴۱ عقل مندوں کی آنکھیں

الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ

کھلتی ہیں ف۲۴۲ یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں ف۲۴۳ لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی ف۲۴۴

ف۲۳۲ اے مصطفٰے! صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان مشرکین سے کہ توحیدِ الٰہی اور دینِ اسلام کی دعوت دینا ف۲۳۳ ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کے اصحاب احسن طریق اور افضل ہدایت پر ہیں، یہ علم کے مَعْدِن (سرچشمے)، ایمان کے خزانے، رحمٰن کے لشکر ہیں۔ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: طریقہ اختیار کرنے والوں کو چاہئے کہ گزرے ہوؤں کا طریقہ اختیار کریں وہ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اصحاب ہیں جن کے دل امت میں سب سے زیادہ پاک، علم میں سب سے عَمِیْق (کامل)، تکلُّف (نمود ونمائش) میں سب سے کم، ایسے حضرات ہیں جنہیں اللہ تعالٰی نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت اور ان کے دین کی اِشاعت کے لیے برگزیدہ کیا۔ ف۲۳۴ تمام عیوب ونقائص اور شرکاء واضداد وانداد (مخالف وہم پلّہ) سے۔ ف۲۳۵ نہ فرشتے نہ کسی عورت کو نبی بنایا گیا۔ یہ اہلِ مکہ کا جواب ہے جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ نے فرشتوں کو کیوں نہ نبی بنا کر بھیجا انہیں بتایا گیا کہ یہ کیا تعجب کی بات ہے پہلے ہی سے کبھی فرشتے نبی ہو کر نہ آئے۔ ف۲۳۶ حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ اہلِ بادیہ (دیہاتیوں) اور جنات اور عورتوں میں سے کبھی کوئی نبی نہیں کیا گیا۔ ف۲۳۷ انبیاء کے جھٹلانے سے کس طرح ہلاک کئے گئے ف۲۳۸ یعنی لوگوں کو چاہئے کہ عذابِ الٰہی میں تاخیر ہونے اور عیش وآسائش کے دیر تک رہنے پر مغرور نہ ہو جائیں کیونکہ پہلی امتوں کو بھی بہت مہلتیں دی جا چکی ہیں یہاں تک کہ جب ان کے عذابوں میں بہت تاخیر ہوئی اور بہ اسبابِ ظاہر رسولوں کو قوم پر دنیا میں ظاہر عذاب آنے کی امید نہ رہی۔ (ابوالسعود) ف۲۳۹ یعنی قوموں نے گمان کیا کہ رسولوں نے انہیں جو عذاب کے وعدے دیئے تھے وہ پورے ہونے والے نہیں۔ (مدارک وغیرہ) ف۲۴۰ اپنے بندوں میں سے یعنی اطاعت کرنے والے

يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ﴿١١١﴾ ع

تصدیق ہے اور ہر چیز کا مُفَصَّل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت۔

اٰیاتہا ٤٣ — ١٣ سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ ٩٦ — رکوعاتہا ٦

سورۂ رعد مدنیہ ہے، اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والاوا

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۗ وَالَّذِيٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ

یہ کتاب کی آیتیں ہیں وا اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا و۳ حق ہے و۴

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ اَللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے و۵ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ

تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۗ كُلٌّ يَّجْرِي

تم دیکھو و۶ پھر عرش پر اِستوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اور سورج اور چاند کو مسخر کیا و۷ ہر ایک ایک ٹھہرائے ہوئے

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ

وعدہ تک چلتا ہے و۸ اللہ کام کی تدبیر فرماتا اور مُفَصَّل نشانیاں بتاتا ہے و۹ کہیں تم اپنے رب کا ملنا

ایمانداروں کو بچالیا۔ و۲۴۱ یعنی انبیاء کی اور ان کی قوموں کی و۲۴۲ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے بڑے بڑے نتائج نکلتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ صبر کا نتیجہ سلامت وکرامت ہے اور ایذا رسانی و بدخواہی کا انجام ندامت اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والا کامیاب ہوتا ہے اور بندے کو سختیوں کے پیش آنے سے مایوس نہ ہونا چاہئے رحمتِ الٰہی دستگیری کرے تو کسی کی بدخواہی کچھ نہیں کرسکتی۔ اس کے بعد قرآن پاک کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔ و۲۴۳ جس کو کسی انسان نے اپنی طرف سے بنالیا ہو کیونکہ اس کا اِعْجاز (عاجز کردینا) اس کے مِنَ اللّٰه (اللہ کی طرف سے) ہونے کو قطعی طور پر ثابت کرتا ہے۔ و۲۴۴ توریت انجیل وغیرہ کتبِ الٰہیہ کی وا سورۂ رَعد مکیہ ہے اور ایک روایت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے یہ ہے کہ دو آیتوں "لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ" اور "يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا" کے سوا باقی سب مکی ہیں، اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سورۃ مدنی ہے، اس میں چھ رکوع تینتالیس یا پینتالیس آیتیں اور آٹھ سو پچپن کلمے اور تین ہزار پانچ سو چھ حرف ہیں۔ و۲ یعنی قرآن شریف کی و۳ یعنی قرآن شریف و۴ کہ اس میں کچھ شبہ نہیں و۵ یعنی مشرکینِ مکہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کلام محمد مصطفٰے صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلّم کا ہے انہوں نے خود بنایا، اس آیت میں ان کا ردّ فرمایا اور اس کے بعد اللہ تعالٰی نے اپنی ربوبیت کے دلائل اور اپنے عجائبِ قدرت بیان فرمائے جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں و۶ اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں، ایک یہ کہ آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا جیسا کہ تم ان کو دیکھتے ہو یعنی حقیقت میں کوئی ستون ہی نہیں ہے اور یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ تمہارے دیکھنے میں آنے والے ستونوں کے بغیر بلند کیا، اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ ستون تو ہیں مگر تمہارے دیکھنے میں نہیں آتے اور قولِ اول صحیح تر ہے اسی پر جمہور ہیں۔ (خازن وجمل) و۷ اپنے بندوں کے مَنافِع اور اپنے بلاد کے مَصالِح کے لیے وہ حسبِ حکم گردش میں ہیں۔ و۸ یعنی فنائے دنیا کے وقت تک۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ اَجَلِ مُسَمًّی سے ان کے درجات ومَنازِل مراد ہیں یعنی وہ اپنی منازل ودرجات میں ایک غایت (حد) تک گردش کرتے ہیں جس سے تَجاوُز نہیں کرسکتے، شمس وقمر میں سے ہر ایک کے لیے سیرِ خاص جہتِ خاص کی طرف سرعت وبُطوءِ حرکت کی مقدارِ خاص سے مقرر فرمائی ہے۔ و۹ اپنی وحدانیت وکمالِ قدرت کی۔

تُوۡقِنُوۡنَ ﴿۲﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ مَدَّ الۡاَرۡضَ وَجَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ وَاَنۡهٰرًا ؕ

یقین کرو ف۱۰ اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں لنگر ف۱۱ اور نہریں بنائیں

وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيۡهَا زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ يُغۡشِى الَّيۡلَ النَّهَارَ ؕ

اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے بنائے ف۱۲ رات سے دن کو چھپا لیتا ہے

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۳﴾ وَفِى الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ

بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو ف۱۳ اور زمین کے مختلف قطعے (ٹکڑے) ہیں اور ہیں پاس پاس ف۱۴

وَّجَنّٰتٌ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّزَرۡعٌ وَّنَخِيۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّغَيۡرُ صِنۡوَانٍ يُّسۡقٰى بِمَآءٍ

اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے پیڑ ایک تھالے (گڑھے) سے اُگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی

وَّاحِدٍ ۟ وَنُفَضِّلُ بَعۡضَهَا عَلٰى بَعۡضٍ فِى الۡاُكُلِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ

دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں

يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۴﴾ وَاِنۡ تَعۡجَبۡ فَعَجَبٌ قَوۡلُهُمۡ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىۡ خَلۡقٍ

عقل مندوں کے لیے ف۱۵ اور اگر تم تعجب کرو ف۱۶ تو اچنبا (تعجب) تو ان کے اس کہنے کا ہے کہ کیا ہم مٹی ہوکر پھر

جَدِيۡدٍ ؕ۬ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الۡاَغۡلٰلُ فِىۡٓ

نئے بنیں گے ف۱۷ وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں

اَعۡنَاقِهِمۡ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۵﴾ وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ

طوق ہوں گے ف۱۸ اور وہ دوزخ والے ہیں انھیں اسی میں رہنا اور تم سے عذاب کی

ف۱۰ اور جانو کہ جو انسان کو نیستی کے بعد ہستی (یعنی جب وہ تھا ہی نہیں تو اس کو پیدا) کرنے پر قادر ہے وہ اس کو موت کے بعد بھی زندہ کرنے پر قادر ہے۔ ف۱۱ یعنی مضبوط پہاڑ ف۱۲ سیاہ و سفید، ترش و شیریں، صغیر و کبیر، بری و بستانی (صحرائی و باغاتی)، گرم و سرد، تر و خشک وغیرہ۔ ف۱۳ جو سمجھیں کہ یہ تمام آثار صانعِ حکیم (یعنی اللہ عزوجل) کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ ف۱۴ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ان میں سے کوئی قابلِ زراعت ہے کوئی نا قابلِ زراعت کوئی پتھریلا کوئی ریتلا۔ ف۱۵ حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: اس میں بنی آدم کے قلوب کی ایک تمثیل (مثال) ہے کہ جس طرح زمین ایک تھی اس کے مختلف قطعات (ٹکڑے) ہوئے، ان پر آسمان سے ایک ہی پانی برسا، اس سے مختلف قسم کے پھل پھول بیل بوٹے اچھے برے پیدا ہوئے، اسی طرح آدمی حضرت آدم سے پیدا کئے گئے ان پر آسمان سے ہدایت اتری اس سے بعض دل نرم ہوئے ان میں خشوع خضوع پیدا ہوا بعض سخت ہو گئے وہ لہو و لغو میں مبتلا ہوئے تو جس طرح زمین کے قطعات اپنے پھول پھل میں مختلف ہیں اسی طرح انسانی قلوب اپنے آثار و انوار و اسرار میں مختلف ہیں۔ ف۱۶ اے محمد مصطفےٰ! صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کفار کی تکذیب کرنے سے باوجودیکہ آپ ان میں صادق و امین معروف تھے ف۱۷ اور انہوں نے کچھ نہ سمجھا کہ جس نے ابتداءً بغیر مثال کے پیدا کر دیا اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ ف۱۸ روزِ قیامت۔

بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ

جلدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے ف۱۹ اور ان سے اگلوں کی سزائیں ہوچکیں ف۲۰ اور بے شک تمہارا رب

لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَ

تو لوگوں کے ظلم پر بھی انہیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے ف۲۱ اور بے شک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے ف۲۲ اور

یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ

کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ف۲۳ تم تو

مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ ع اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِیْضُ

ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی ف۲۴ اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے ف۲۵ اور پیٹ جو

ف۱۹ مشرکینِ مکہ اور یہ جلدی کرنا بطریقِ تَمَسْخُر (بطورِ مذاق) تھا اور رحمت سے سلامت و عافیت مراد ہے۔ ف۲۰ وہ بھی رسولوں کی تکذیب اور عذاب کا تمسخر کیا کرتے تھے ان کا حال دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ ف۲۱ کہ ان کے عذاب میں جلدی نہیں فرماتا اور انہیں مہلت دیتا ہے۔ ف۲۲ جب عذاب فرمائے۔

ف۲۳ کافروں کا یہ قول نہایت بے ایمانی کا قول تھا جتنی آیات نازل ہوچکی تھیں اور معجزات دکھائے جاچکے تھے سب کو انہوں نے کالعدم قرار دے دیا، یہ انتہا درجہ کی ناانصافی اور حق دشمنی ہے جب حجت قائم ہوچکے اور ناقابلِ انکار براہین پیش کردیئے جائیں اور ایسے دلائل سے مُدَّعا ثابت کردیا جائے جس کے جواب سے مخالفین کے تمام اہلِ علم و ہنر عاجز و مُتَحَیِّر (حیران) رہیں اور انہیں لب ہلانا اور زبان کھولنا محال ہوجائے۔ ایسے آیاتِ بیِّنہ اور براہین واضحہ (روشن دلائل) و معجزاتِ ظاہرہ دیکھ کر یہ کہہ دینا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اُتری روزِ روشن میں دن کا انکار کردینے سے بھی زیادہ بدتر اور باطل تر ہے اور حقیقت میں یہ حق کو پہچان کر اس سے عناد (سرکشی) و فرار ہے، کسی مدعا پر جب برہانِ قوی (مضبوط دلیل) قائم ہوجائے پھر اس پر دوبارہ دلیل قائم کرنی ضروری نہیں رہتی اور ایسی حالت میں طلبِ دلیل عِنَاد و مُکَابَرَہ (سرکشی و جھگڑا کرنا) ہوتا ہے، جب تک کہ دلیل کو مَجْرُوْح (باطل) نہ کردیا جائے کوئی شخص دوسری دلیل کے طلب کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر یہ سلسلہ قائم کردیا جائے کہ ہر شخص کے لیے نئی برہان قائم کی جائے جس کو وہ طلب کرے اور وہی نشانی لائی جائے جو وہ مانگے تو نشانیوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا اس لیے حکمتِ الٰہیہ یہ ہے کہ انبیاء کو ایسے معجزات دیے جاتے ہیں جن سے ہر شخص ان کے صدق و نبوت کا یقین کرسکے اور بیشتر وہ اس قَبِیْل (قسم) سے ہوتے ہیں جس میں ان کی امت اور ان کے عہد (زمانہ) کے لوگ زیادہ مشق و مہارت رکھتے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں علمِ سِحر (جادو کا علم) اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا اور اس زمانہ کے لوگ سِحر کے بڑے ماہر کامل تھے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ معجزہ عطا ہوا جس نے سِحر کو باطل کردیا اور ساحروں (جادوگروں) کو یقین دلا دیا کہ جو کمال حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھایا وہ ربانی نشان ہے، سحر (جادو) سے اس کا مقابلہ ممکن نہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں طِبّ انتہائے عروج پر تھی، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو شفائے امراض و احیائے اموات (بیماریوں سے شفا اور مردوں کو زندہ کرنے) کا وہ معجزہ عطا فرمایا گیا جس سے طِبّ کے ماہر عاجز ہوگئے اور وہ اس یقین پر مجبور تھے کہ یہ کام طِبّ سے ناممکن ہے ضرور یہ قدرتِ الٰہی کا زبردست نشان ہے، اسی طرح سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ مبارک میں عرب کی فصاحت و بلاغت اوجِ کمال پر پہنچی ہوئی تھی اور وہ لوگ خوش بیانی میں عَالَم پر فائق تھے سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو وہ معجزہ عطا فرمایا جس نے انہیں عاجز و حیران کردیا اور ان کے بڑے سے بڑے لوگ اور ان کے اہلِ کمال کی جماعتیں قرآن کریم کے مقابل ایک چھوٹی سی عبارت پیش کرنے سے بھی عاجز و قاصر رہیں اور قرآن کے اس کمال نے یہ ثابت کردیا کہ بیشک یہ ربانی عظیم نشان ہے اور اس کا مثل بنالانا بشری قوت کے امکان میں نہیں، اس کے علاوہ اور صدہا معجزات سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے پیش فرمائے جنہوں نے ہر طبقہ کے انسانوں کو آپ کے صدقِ رسالت کا یقین دلا دیا ان معجزات کے ہوتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری کس قدر عناد اور حق سے مکرنا ہے۔ ف۲۴ اپنی نبوت کے دلائل پیش کرنے اور اطمینان بخش معجزات دکھا کر اپنی رسالت ثابت کردینے کے بعد احکامِ الٰہیہ پہنچانے اور خدا کا خوف دلانے کے سوا آپ پر کچھ لازم نہیں اور ہر ہر شخص کے لیے اس کی طَلْبِیْدَہ (مانگی ہوئی) جدا جدا نشانیاں پیش کرنا آپ پر ضروری نہیں جیسا کہ آپ سے پہلے ہادیوں (انبیاء علیہم السلام) کا طریقہ رہا ہے۔ ف۲۵ نر، مادہ ایک یا زیادہ وَغَیْرَ ذَالِک۔

الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ

کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں ف۲۶ اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے ف۲۷ ہر چھپے اور

وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ

کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا بلندی والا ف۲۸ برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو

جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّیْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ

آواز سے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے ف۲۹ آدمی کے لیے بدلی والے

مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے ف۳۰ کہ بحکمِ خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں ف۳۱ بے شک اللہ

یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ

کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود ف۳۲ اپنی حالت نہ بدل دیں اور جب اللہ کسی قوم سے برائی

سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ

چاہے ف۳۳ تو وہ پھر نہیں سکتی اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں ف۳۴ وہی ہے کہ تمہیں بجلی

الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ ۚ وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ

دکھاتا ہے ڈر کو اور امید کو ف۳۵ اور بھاری بدلیاں اٹھاتا ہے اور گرج اسے سراہتی (خدا کی تعریف کرتی) ہوئی

بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ

اس کی پاکی بولتی ہے ف۳۶ اور فرشتے اس کے ڈر سے ف۳۷ اور کڑک بھیجتا ہے ف۳۸ تو اسے ڈالتا ہے جس پر

ف۲۶ یعنی مدت میں کس کا حمل جلد وضع (بچہ جلد پیدا) ہوگا کس کا دیر میں۔ حمل کی کم سے کم مدت جس میں بچہ پیدا ہوکر زندہ رہ سکے چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال یہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا اور اسی کے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ قائل ہیں۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ پیٹ کے گھٹنے بڑھنے سے بچہ کا قوی، تَامُّ الْخِلْقَت اور نَاقِصُ الْخِلْقَت ((اعضاء کا تمام اور ناتمام) ہونا مراد ہے۔ ف۲۷ کہ اس سے گھٹ بڑھ نہیں سکتی۔ ف۲۸ ہر نقص سے مُنَزَّہ (پاک)۔ ف۲۹ یعنی دل کی چھپی باتیں اور زبان سے بَاِعْلَان کہی ہوئی اور رات کو چھپ کر کئے ہوئے عمل اور دن کو ظاہر طور پر کئے ہوئے کام سب اللہ تعالٰی جانتا ہے کوئی اس کے علم سے باہر نہیں۔ ف۳۰ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ تم میں فرشتے نَوْبَت بَہ نَوْبَت (باری باری) آتے ہیں رات اور دن میں اور نمازِ فجر اور نمازِ عصر میں جمع ہوتے ہیں نئے فرشتے رہ جاتے ہیں اور جو فرشتے رہ چکے ہیں وہ چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالٰی ان سے دریافت فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں کہ نماز پڑھتے پایا اور نماز پڑھتے چھوڑا۔ ف۳۱ مجاہد نے کہا: ہر بندے کے ساتھ ایک فرشتہ حفاظت پر مامور ہے جو سوتے جاگتے جن و انس اور موذی (تکلیف پہنچانے والے) جانوروں سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہر ستانے والی چیز کو اس سے روک دیتا ہے بجز اس کے جس کا پہنچنا مشیت میں ہو۔ ف۳۲ معاصی میں مبتلا ہوکر ف۳۳ اس کے عذاب و ہلاک کا ارادہ فرمائے ف۳۴ جو اس کے عذاب کو روک سکے۔ ف۳۵ کہ اس سے گر کر نقصان پہنچانے کا خوف ہوتا ہے اور بارش سے نفع اٹھانے کی امید یا بعضوں کو خوف ہوتا ہے جیسے مسافروں کو جو سفر میں ہوں اور بعضوں کو فائدہ کی امید جیسے کہ کاشتکار وغیرہ۔ ف۳۶ گرج یعنی

يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ؕ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ

چاہے اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں ف۳۹ اور اس کی پکڑ سخت ہے اسی کا پکارنا سچا ہے ف۴۰

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ

اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں ف۴۱ وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی

كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا

کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے ف۴۲ اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا

فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّ

بھٹکتی پھرتی ہے اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے ف۴۳ خواہ مجبوری سے ف۴۴ اور

بادل سے جو آواز ہوتی ہے۔اس کے تسبیح کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس آواز کا پیدا ہونا خالق، قادر، ہر نقص سے منزہ کے وجود کی دلیل ہے۔**بعض** مفسرین نے فرمایا کہ تَسْبِيْحِ رَعْد سے وہ مراد ہے کہ اس آواز کو سن کر اللہ کے بندے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔**بعض** مفسرین کا قول ہے کہ رَعْد ایک فرشتہ کا نام ہے جو بادل پر مامور ہے اس کو چلاتا ہے۔ **ف۳۷** یعنی اس کی ہیبت وجلال سے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ **ف۳۸** صَاعِقَه وہ شدید آواز ہے جو جَوّ (آسمان وزمین کے درمیان) سے اترتی ہے پھر اس میں آگ پیدا ہو جاتی ہے یا عذاب یا موت اور وہ اپنی ذات میں ایک ہی چیز ہے اور یہ تینوں چیزیں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔(خازن) **ف۳۹ شانِ نزول:** حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے عرب کے ایک نہایت سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجی انہوں نے اس کو دعوت دی کہنے لگا: محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا رب کون ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا یا تانبے کا؟ مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انہوں نے واپس ہو کر سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ ایسا اَکْفَر (سخت کافر) سیاہ دل، سرکش دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضور نے فرمایا: اس کے پاس پھر جاؤ! اس نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا اور کہا کہ میں محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت قبول کر کے ایسے رب کو مان لوں جسے نہ میں نے دیکھا ہے نہ پہچانا۔ یہ حضرات پھر واپس ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس کا خُبث (شر) تو اور ترقی پر ہے۔ فرمایا: پھر جاؤ! بہ تعمیل اِرشاد (حکم بجالاتے ہوئے) پھر گئے جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی ہی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا ایک ابر آیا اس سے بجلی چمکی اور کڑک ہوئی اور بجلی گری اور اس کافر کو جلا دیا۔ یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں انہیں اصحابِ کرام کی ایک اور جماعت ملی وہ کہنے لگے کہئے وہ شخص جل گیا ان حضرات نے کہا کہ آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہو گیا انہوں نے فرمایا: سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے پاس وحی آئی ہے "وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ"۔(خازن) **بعض** مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ عامر بن طفیل نے اَرْبَد بن رَبِيْعَه سے کہا کہ محمد مصطفٰے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم) کے پاس چلو میں انہیں باتوں میں لگاؤں گا تو پیچھے سے تلوار سے حملہ کرنا، یہ مشورہ کر کے وہ حضور کے پاس آئے اور عامر نے حضور سے گفتگو شروع کی، بہت طویل گفتگو کے بعد کہنے لگا کہ اب ہم جاتے ہیں اور ایک بڑا جرّار لشکر آپ پر لائیں گے، یہ کہہ کر چلا آیا، باہر آ کر اَرْبَد سے کہنے لگا کہ تو نے تلوار کیوں نہیں ماری؟ اس نے کہا: جب میں تلوار مارنے کا ارادہ کرتا تھا تو تو درمیان میں آ جاتا تھا، سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے ان لوگوں کے نکلتے وقت یہ دعا فرمائی: "اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمَا بِمَا شِئْتَ" جب یہ دونوں مدینہ شریف سے باہر آئے تو ان پر بجلی گری اَرْبَد جل گیا اور عامر بھی اسی راہ میں بہت بدتر حالت میں مرا۔(حسینی) **ف۴۰** یعنی اس کی توحید کی شہادت دینا اور "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنا یا یہ معنی ہیں کہ وہ دعا قبول کرتا ہے اور اسی سے دعا کرنا سزاوار ہے۔ **ف۴۱** معبود جان کر یعنی کفار جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ **ف۴۲** تو ہتھیلیاں پھیلانے اور بلانے سے پانی کنوئیں سے نکل کر اس کے منہ میں نہ آئے گا کیونکہ پانی کو نہ علم ہے نہ شعور جو اس کی حاجت اور پیاس کو جانے اور اس کے بلانے کو سمجھے اور پہچانے نہ اس میں یہ قدرت ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور اپنے مقتضائے طبیعت (یعنی طبیعت کی خواہش) کے خلاف اوپر چڑھ کر بلانے والے کے منہ میں پہنچ جائے یہی حال بتوں کا ہے کہ نہ انہیں بت پرستوں کے پکارنے کی خبر ہے نہ ان کی حاجت کا شعور نہ وہ ان کے نفع پر کچھ قدرت رکھتے ہیں۔ **ف۴۳** جیسے کہ مومن **ف۴۴** جیسے کہ منافق وکافر۔

ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

ان کی پرچھائیاں ہر صبح و شام وف۴۵ تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا

قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ

تم خود ہی فرماؤ اللہ وف۴۶ تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی بنالیے ہیں جو اپنا

نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی

بھلا برا نہیں کرسکتے ہیں وف۴۷ تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھا اور انکھیارا وف۴۸ یا کیا برابر ہوجائیں گی

الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ

اندھیریاں اور اجالا وف۴۹ کیا اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنھوں نے اللہ کی طرح کچھ بنایا تو انھیں ان کا اور اس کا بنانا

عَلَیْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ

ایک سا معلوم ہوا وف۵۰ تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے وف۵۱ اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے وف۵۲ اس نے

السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا ؕ وَ

آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رَو (دھار) اس پر ابھرے ہوئے جھاگ اٹھا لائی اور

مِمَّا یُوْقِدُوْنَ عَلَیْهِ فِی النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْیَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ

جس پر آگ دہکاتے ہیں وف۵۳ گہنا (زیور) یا اور اسباب وف۵۴ بنانے کو اس سے بھی ویسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں اللہ

یَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ؕ۬ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ

بتاتا ہے کہ حق اور باطل کی یہی مثال ہے تو جھاگ تو پھک کر دور ہو جاتا ہے اور

وف۴۵ ان کی تَبَعِیَّت میں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں۔ زَجّاج نے کہا کہ کافر ”غَیْرُ اللہ“ کو سجدہ کرتا ہے اور اس کا سایہ اللہ کو۔ ابنِ اَنْبارِی نے کہا کہ کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ پرچھائیوں (یعنی سائے) میں ایسی فَہم (سمجھ) پیدا کرے کہ وہ اس کو سجدہ کریں۔ بعض کا قول ہے: سجدے سے سایہ کا ایک طرف سے دوسری طرف مائل ہونا اور آفتاب کے اِرتفاع و نزول (بلند ہونے وڈھلنے) کے ساتھ دراز و کوتاہ (لمبا اور چھوٹا) ہونا مراد ہے۔ (خازن) وف۴۶ کیونکہ اس سوال کا اس کے سوا اور کوئی جواب ہی نہیں اور مشرکین باوجود غَیْرُ اللہ کی عبادت کرنے کے اس کے مُقِرّ (اقرار کرنے والے) ہیں کہ آسمان و زمین کا خالق اللہ ہے جب یہ امر مُسَلَّم (مانا ہوا) ہے تو وف۴۷ یعنی بت۔ جب ان کی یہ بے قدرتی و بیچارگی ہے تو وہ دوسرے کو کیا نفع و ضرر پہنچا سکتے ہیں ایسوں کو معبود بنانا اور خالق، رازق، قوی و قادر کو چھوڑنا انتہا درجے کی گمراہی ہے۔ وف۴۸ یعنی کافر و مومن وف۴۹ یعنی کفر و ایمان وف۵۰ اور اس وجہ سے حق ان پر مُشْتَبَہ (مشکوک) ہوگیا اور وہ بت پرستی کرنے لگے، ایسا تو نہیں ہے بلکہ جن بتوں کو وہ پوجتے ہیں اللہ کی مخلوق کی طرح کچھ بنانا تو کجا وہ بندوں کی مصنوعات (تیار کی ہوئی چیزوں) کے مثل بھی نہیں بنا سکتے عاجزِ محض ہیں، ایسے پتھروں کا پوجنا عقل و دانش کے بالکل خلاف ہے۔ وف۵۱ جو مخلوق ہونے کی صلاحیت رکھے اس سب کا خالق اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں تو دوسرے کو شریکِ عبادت کرنا عاقل کس طرح گوارا کرسکتا ہے۔ وف۵۲ سب اس کے تحتِ قدرت و اختیار ہیں۔ وف۵۳ جیسے کہ سونا، چاندی، تانبا وغیرہ۔ وف۵۴ برتن وغیرہ۔

اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ

وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے ف۵۵ اللہ یوں ہی مثالیں بیان

الْاَمْثَالَؕ(۱۷) لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰىؔؕ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا

وقف النبی علیہ السلام

فرماتا ہے جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا انھیں کے لیے بھلائی ہے ف۵۶ اور جنھوں نے اس کا حکم نہ مانا ف۵۷

لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖؕ اُولٰٓىٕكَ

اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور ان کی ملک میں ہوتا تو اپنی جان چھڑانے کو دے دیتے یہی ہیں

لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ﳔ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ۠(۱۸) اَفَمَنْ یَّعْلَمُ

ع ۲ / ۱۱ / ۸ النصف

جن کا برا حساب ہوگا ف۵۸ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا بچھونا تو کیا وہ جو جانتا ہے

اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰىؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ

جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے ف۵۹ وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے ف۶۰ نصیحت وہی مانتے ہیں

اُولُوا الْاَلْبَابِۙ(۱۹) الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَۙ(۲۰)

جنھیں عقل ہے وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں ف۶۱ اور قول باندھ کر (وعدہ کرکے) پھرتے نہیں

وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ

اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ف۶۲ اور اپنے رب سے ڈرتے اور

یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِؕ(۲۱) وَ الَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ

حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں ف۶۳ اور وہ جنھوں نے صبر کیا ف۶۴ اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور

ف۵۵ ایسے ہی باطل اگرچہ کتنا ہی ابھر جائے اور بعض اوقات واحوال میں جھاگ کی طرح حد سے اونچا ہو جائے مگر انجامِ کار مٹ جاتا ہے اور حق اصلِ شے اور جوہرِ صاف کی طرح باقی و ثابت رہتا ہے۔ ف۵۶ یعنی جنت ف۵۷ اور کفر کیا ف۵۸ کہ ہر امر پر مُواخَذَہ کیا جائے گا اور اس میں سے کچھ نہ بخشا جائے گا۔ (جلالین و خازن) ف۵۹ اور اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے ف۶۰ حق کو نہیں جانتا، قرآن پر ایمان نہیں لاتا، اس کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ یہ آیت حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔ ف۶۱ اس کی ربوبیت کی شہادت دیتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں ف۶۲ یعنی اللہ کی تمام کتابوں اور اس کے کل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کو مان کر بعض سے منکر ہو کر ان میں تفریق (جدائی) نہیں کرتے یا یہ معنی ہیں کہ حقوقِ قرابت کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے اسی میں رسول کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں، ساداتِ کرام کا احترام اور مسلمانوں کے ساتھ مَوَدَّت (پیار و محبت) واحسان اور ان کی مدد اور ان کی طرف سے مُدَافَعَت (دفاع) اور ان کے ساتھ شفقت اور سلام و دعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں خادموں ہمسایوں، سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے اور شریعت میں اس کا لحاظ رکھنے کی بہت تاکیدیں آئی ہیں بکثرت احادیثِ صحیحہ اس باب میں وارد ہیں۔ ف۶۳ اور وقتِ حساب سے پہلے خود اپنے نفسوں سے محاسبہ کرتے ہیں ف۶۴ طاعتوں اور مصیبتوں پر اور مَعْصِیَّت سے باز رہے۔

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ

نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا ف۶۵ اور برائی کے بدلے

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

بھلائی کرکے ٹالتے ہیں ف۶۶ انھیں کے لیے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ

اور جو لائق ہوں ف۶۷ ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں ف۶۸ اور فرشتے ف۶۹ ہر دروازے سے

عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

ان پر ف۷۰ یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے ف۷۱ کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ

اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ف۷۲ ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا

الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ

گھر ف۷۳ اللہ جس کے لیے چاہے رزق کشادہ اور ف۷۴ تنگ کرتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر

الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

اِترا گئے ف۷۵ اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ دن برت لینا اور کافر کہتے

كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ

ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نہ اتری تم فرماؤ بےشک اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے ف۷۶

ف۶۵ نوافل کا چھپانا اور فرائض کا ظاہر کرنا افضل ہے۔ ف۶۶ بدکلامی کا جواب شیریں سُخَنِی (خوش کلامی) سے دیتے ہیں اور جو انہیں محروم کرتا ہے اس پر عطا کرتے ہیں جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے معاف کرتے ہیں، جب ان سے پیوند (تعلق) قطع کیا جاتا ہے ملاتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں توبہ کرتے ہیں، جب ناجائز کام دیکھتے ہیں اسے بدلتے ہیں، جہل کے بدلے حلم اور ایذا کے بدلے صبر کرتے ہیں۔ ف۶۷ یعنی مؤمن ہوں ف۶۸ اگرچہ لوگوں نے ان کے سے عمل نہ کئے ہوں جب بھی اللہ تعالیٰ ان کے اِکرام کے لیے ان کو ان کے درجہ میں داخل فرمائے گا ف۶۹ ہر ایک روز و شب میں ھَدایا (تحفے) اور رضا کی بشارتیں لے کر جنت کے ف۷۰ بہ طریقِ تحیت و تکریم (عزت و احترام) ف۷۱ اور اس کو قبول کرلینے ف۷۲ کفر و معاصی کا اِرتکاب کرکے ف۷۳ یعنی جہنم۔ ف۷۴ جس کے لیے چاہے ف۷۵ اور شکر گزار نہ ہوئے۔ مسئلہ: دولتِ دنیا پر اِترانا اور مغرور ہونا حرام ہے۔ ف۷۶ کہ وہ آیات و معجزات نازل ہونے کے بعد بھی یہ کہتا رہتا ہے کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری، کوئی معجزہ کیوں نہیں آیا، معجزاتِ کثیرہ کے باوجود گمراہ رہتا ہے۔

وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝۲۷ۚۖ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ

اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین

اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸ؕ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے ف۷۷ وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝۲۹ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ

کام کیے ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام ف۷۸ اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ

جس سے پہلے امتیں ہو گزریں ف۷۹ کہ تم انھیں پڑھ کر سناؤ ف۸۰ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ

يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ

رحمٰن کے منکر ہورہے ہیں ف۸۱ تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف

مَتَابِ ۝۳۰ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ

میری رجوع ہے اور اگر کوئی ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے ف۸۲ یا زمین پھٹ جاتی

اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْــَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

یا مردے باتیں کرتے جب بھی یہ کافر نہ مانتے ف۸۳ بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں ف۸۴ تو کیا مسلمان اس سے ناامید نہ ہوئے ف۸۵

ف۷۷ اس کے رحمت وفضل اور اس کے احسان وکرم کو یاد کرکے بے قرار دلوں کو قرار واطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کے عدل وعتاب (غضب) کی یاد دلوں کو خائف کردیتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مسلمان جب اللہ کا نام لے کر قسم کھاتا ہے دوسرے مسلمان اس کا اعتبار کرلیتے ہیں اور ان کے دلوں کو اطمینان ہوجاتا ہے۔ ف۷۸ "طوبٰی" بشارت ہے راحت ونعمت اور خرمی وخوش حالی کی۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ طوبٰی زبان حبشی میں جنت کا نام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ اور دیگر اصحاب سے مروی ہے کہ طوبٰی جنت کے ایک درخت کا نام ہے جس کا سایہ ہر جنت میں پہنچے گا، یہ درخت جنت عدن میں ہے اور اس کی اصل (جڑ) سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے اَیْوانِ معلّٰی میں اور اس کی شاخیں جنت کے ہر غُرْفَہ (کمرے) اور قصر (محل) میں، اس میں سوا سیاہی کے ہر قسم کے رنگ اور خوشنمائیاں ہیں ہر طرح کے پھل اور میوہ اس میں پھلے ہیں، اس کی بیخ (جڑ) سے کافور سلسبیل (ایک چشمہ) کی نہریں رواں ہیں۔ ف۷۹ تو تمہاری امت سب سے پچھلی امت ہے اور تم خَاتَمُ الْاَنْبِيَاء ہو تمہیں بڑے شان وشکوہ سے رسالت عطا کی ف۸۰ وہ کتاب عظیم ف۸۱ شانِ نزول: قتادہ ومقاتل وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ سُہَیل بن عَمرو جب صلح کے لیے آیا اور صلح نامہ لکھنے پر اتفاق ہوگیا تو سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا: لکھو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کفار نے اس میں جھگڑا کیا اور کہا کہ آپ ہمارے دستور کے مطابق "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ" (یعنی اے اللہ تیرے نام سے شروع) لکھوائیے۔ اس کے متعلق آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ رحمٰن کے منکر ہورہے ہیں۔ ف۸۲ اپنی جگہ سے ف۸۳ شانِ نزول: کفارِ قریش نے سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے کہا تھا کہ اگر آپ یہ چاہیں کہ ہم آپ کی نبوت مانیں اور آپ کا اتباع کریں تو آپ قرآن شریف پڑھ کر اس کی تاثیر سے مکہ مکرمہ کے پہاڑ ہٹا دیجئے تاکہ ہمیں کھیتیاں کرنے (کاشتکاری) کے لیے وسیع میدان مل جائیں اور زمین پھاڑ کر چشمہ جاری کیجئے تاکہ ہم کھیتوں اور باغوں کو ان سے سیراب کریں اور

اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کہ اللّٰہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کردیتا ف۸۶ اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے

تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ

پر سخت دھمک (انتہائی سخت مصیبت) پہنچتی رہے گی ف۸۷ یا ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی ف۸۸ یہاں تک کہ

وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

اللّٰہ کا وعدہ آئے ف۸۹ بے شک اللّٰہ وعدہ خلاف نہیں کرتا ف۹۰ اور بے شک تم سے اگلے رسولوں

مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ

پر بھی ہنسی کی گئی تو میں نے کافروں کو کچھ دنوں ڈھیل دی پھر انھیں پکڑا ف۹۱ تو میرا عذاب

عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ

کیسا تھا تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے ف۹۲ اور وہ اللّٰہ کے شریک

شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ

ٹھہراتے ہیں تم فرماؤ ان کا نام تو لو ف۹۳ یا اسے وہ بتاتے ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں ف۹۴ یا یونہی اُوپری

قُصَیّ بن کِلاب وغیرہ ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کردیجئے وہ ہم سے کہہ جائیں کہ آپ نبی ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتادیا گیا کہ یہ حیلے حوالے کرنے والے کسی حال میں بھی ایمان لانے والے نہیں۔ ف۸۴ تو ایمان وہی لائے گا جس کو اللّٰہ چاہے اور توفیق دے اس کے سوا اور کوئی ایمان لانے والا نہیں اگرچہ انہیں وہی نشان دکھا دیے جائیں جو وہ طلب کریں ف۸۵ یعنی کفار کے ایمان لانے سے خواہ انہیں کتنی ہی نشانیاں دکھلا دی جائیں اور کیا مسلمانوں کو اس کا یقینی علم نہیں ف۸۶ بغیر کسی نشانی کے لیکن وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہی حکمت ہے، یہ جواب ہے ان مسلمانوں کا جنہوں نے کفار کے نئی نئی نشانیاں طلب کرنے پر یہ چاہا تھا کہ جو کافر بھی کوئی نشانی طلب کرے وہی اس کو دکھا دی جائے۔ اس میں انہیں بتا دیا گیا کہ جب زبردست نشان آچکے اور شکوک واوہام کی تمام راہیں بند کردی گئیں، دین کی حقانیت روز روشن سے زیادہ واضح ہوچکی، ان جلی بُرہانوں (روشن دلیلوں) کے باوجود جو لوگ مکر گئے، حق کے مُعتَرِف نہ ہوئے۔ (حق کو نہ مانے) ظاہر ہوگیا کہ وہ مُعانِد (بغض وکینہ رکھنے والے) ہیں اور معاند کسی دلیل سے بھی مانا نہیں کرتا تو مسلمانوں کو اب ان سے قبولِ حق کی کیا امید۔ کیا اب تک ان کا عناد دیکھ کر اور آیات وبیناتِ واضحہ (صاف اور روشن دلیلوں) سے اعراض مشاہدہ کرکے بھی ان سے قبولِ حق کی امید رکھی جاسکتی ہے؟ البتہ اب ان کے ایمان لانے اور مان جانے کی یہی صورت ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ انہیں مجبور کرے اور ان کا اختیار سَلب فرمالے۔ اس طرح کی ہدایت چاہتا تو تمام آدمیوں کو ہدایت فرمادیتا اور کوئی کافر نہ رہتا مگر دارُ الابتلا ودارُ الامتحان کی حکمت اس کی متقضی نہیں۔ ف۸۷ یعنی وہ اس تکذیب وعناد کی وجہ سے طرح طرح کے حوادث ومصائب اور آفتوں اور بلاؤں میں مبتلا رہیں گے کبھی قحط میں، کبھی لٹنے میں، کبھی مارے جانے میں، کبھی قید میں۔ ف۸۸ اور ان کے اِضطِراب وپریشانی کا باعث ہوگی اور ان تک ان مصائب کے ضرر (نقصانات) پہنچیں گے ف۸۹ اللّٰہ کی طرف سے فتح ونصرت آئے اور رسول کریم صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کا دین غالب ہو اور مکہ مکرمہ فتح کیا جائے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ اس وعدہ سے روزِ قیامت مراد ہے جس میں اعمال کی جزا دی جائے گی۔ ف۹۰ اس کے بعد اللّٰہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی کریم صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم کی تسکینِ خاطر (تسلی ودلجوئی) فرماتا ہے کہ اس قسم کے بیہودہ سوال اور ایسے تمسخرواستہزاء (ٹھٹھے اور مذاق) سے آپ رنجیدہ نہ ہوں کیونکہ ہادیوں کو ایسے واقعات پیش آیا ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ف۹۱ اور دنیا میں انہیں قحط وقتل وقید میں مبتلا کیا اور آخرت میں ان کے لیے عذاب جہنم ہے ف۹۲ نیک کی بھی بد کی بھی یعنی اللّٰہ تعالیٰ کیا وہ ان بتوں کی مثل ہوسکتا ہے جو ایسے نہیں نہ انہیں علم ہے نہ قدرت، عاجز بے شعور ہیں ف۹۳ وہ ہیں کون ف۹۴ اور جو اس کے علم میں نہ ہو وہ باطلِ محض ہے، ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے لہٰذا اس کے لیے شریک ہونا باطل وغلط۔

مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ

(بے معنی) بات ۹۵ بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب اچھا ٹھہرا ہے اور راہ سے روکے گئے ۹۶

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

اور جسے اللّٰہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں انھیں دنیا کے جیتے عذاب ہوگا ۹۷ اور

لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ

بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت ہے اور انھیں اللّٰہ سے بچانے والا کوئی نہیں احوال اس جنت کا

الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ

کہ ڈر والوں کے لیے جس کا وعدہ ہے اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس کے میوے ہمیشہ اور اس کا سایہ ۹۸

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

ڈر والوں کا تو یہ انجام ہے ۹۹ اور کافروں کا انجام آگ اور جن کو ہم نے

الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ

کتاب دی ۱۰۰ وہ اس پر خوش ہوتے جو تمہاری طرف اترا اور ان گروہوں میں ۱۰۱ کچھ وہ ہیں کہ اس کے بعض سے منکر ہیں

قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ

تم فرماؤ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللّٰہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف

مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ

مجھے پھرنا ۱۰۲ اور اسی طرح ہم نے اسے عربی فیصلہ اتارا ۱۰۳ اور اے سننے والے اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا ۱۰۴

بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع وَلَقَدْ

بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللّٰہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہوگا نہ بچانے والا اور بے شک

۹۵ کے درپے ہوتے ہو جس کی کچھ اصل و حقیقت نہیں ۹۶ یعنی رشد و ہدایت اور دین کی راہ سے ۹۷ قتل و قید کا ۹۸ یعنی اس کے میوے اور اس کا سایہ دائمی ہے ان میں سے کوئی منقطع اور زائل ہونے والا نہیں۔ جنت کا حال عجیب ہے اس میں نہ سورج ہے نہ چاند نہ تاریکی، باوجود اس کے غیر منقطع دائمی (نہ ختم ہونے والا ہمیشہ کا) سایہ ہے۔ ۹۹ یعنی تقویٰ والوں کے لیے جنت ہے ۱۰۰ یعنی وہ یہود و نصاریٰ جو اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ عبداللّٰہ بن سلام وغیرہ اور حبشہ و نجران کے نصرانی۔ ۱۰۱ یہود و نصاریٰ و مشرکین کے جو آپ کی عداوت میں سرشار ہیں اور آپ پر انہوں نے چڑھائیاں کی ہیں۔ ۱۰۲ اس میں کیا بات قابلِ انکار ہے کیوں نہیں مانتے ۱۰۳ یعنی جس طرح پہلے انبیاء کو ان کی زبانوں میں احکام دیے تھے اسی طرح ہم نے یہ قرآن اے سید انبیاء صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم! آپ کی زبان عربی میں نازل فرمایا۔ قرآن کریم کو حکم اس لیے فرمایا کہ اس میں اللّٰہ کی عبادت اور اس کی توحید اور اس کے دین کی طرف دعوت اور تمام تکالیف و احکام اور حلال و حرام کا بیان ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: چونکہ اللّٰہ تعالٰی نے تمام خلق پر قرآن شریف کے قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم فرمایا اس لیے اس کا نام حکم رکھا۔ ۱۰۴ یعنی کافروں کی

أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ

ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں وف۱۰۵ اور بچے کیے اور کسی

لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُوا

رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ہر وعدہ کی ایک لکھت (تحریر) ہے وف۱۰۶ اللہ جو

اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴿٣٩﴾ وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ

چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے وف۱۰۷ اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے وف۱۰۸ اور اگر ہمیں تمہیں دکھادیں

بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا

کوئی وعدہ وف۱۰۹ جو انھیں دیا جاتا ہے یا پہلے ہی وف۱۱۰ اپنے پاس بلالیں تو بہر حال تم پر تو صرف پہنچانا ہے اور حساب لینا وف۱۱۱

الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ

ہمارا ذمہ وف۱۱۲ کیا انھیں نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں وف۱۱۳ اور اللہ

يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن

حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں وف۱۱۴ اور اسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی اور ان سے اگلے وف۱۱۵ فریب

قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ

کرچکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے وف۱۱۶ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کمائے وف۱۱۷ اور اب جاننا چاہتے ہیں کافر

جو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں **وف۱۰۵** **شانِ نزول:** کافروں نے سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر یہ عیب لگایا تھا کہ وہ نکاح کرتے ہیں اگر نبی ہوتے تو دنیا ترک کردیتے، بی بی بچے سے کچھ واسطہ نہ رکھتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ بی بی بچے ہونا نبوت کے منافی نہیں لہٰذا یہ اعتراض محض بے جا ہے اور پہلے جو رسول آچکے ہیں وہ بھی نکاح کرتے تھے ان کے بھی بیبیاں اور بچے تھے **وف۱۰۶** اس سے مُقَدَّم و مُؤَخَّر نہیں ہوسکتا خواہ وہ وعدہ عذاب کا ہو یا کوئی اور **وف۱۰۷** سعید بن جبیر اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اللہ جن احکام کو چاہتا ہے منسوخ فرماتا ہے، جنہیں چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ انہیں ابن جبیر کا ایک قول یہ ہے کہ بندوں کے گناہوں میں سے اللہ جو چاہتا ہے مغفرت فرما کر مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ عِکْرِمہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ سے جس گناہ کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور اس کی جگہ نیکیاں قائم فرماتا ہے اور اس کی تفسیر میں اور بھی بہت اقوال ہیں **وف۱۰۸** جس کو اس نے اَزَل میں لکھا۔ یہ علمِ الٰہی ہے یا اُمُّ الکِتاب سے لوحِ محفوظ مراد ہے جس میں تمام کائنات اور عالم میں ہونے والے جملہ حوادث و واقعات اور تمام اشیاء مکتوب ہیں اور اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ **وف۱۰۹** عذاب کا **وف۱۱۰** ہم تمہیں **وف۱۱۱** اور اعمال کی جزا دینا **وف۱۱۲** تو آپ کافروں کے اِعراض کرنے سے رنجیدہ نہ ہوں اور عذاب کی جلدی نہ کریں۔ **وف۱۱۳** اور زمینِ شرک کی وُسعت دم بدم کم کررہے ہیں اور سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے کفار کے گردوپیش کی اراضی یکے بعد دیگرے فتح ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد فرماتا ہے اور ان کے لشکر کو فتح مند کرتا ہے اور ان کے دین کو غلبہ دیتا ہے۔ **وف۱۱۴** اس کا حکم نافذ ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس میں چوں چرا یا تغییر و تبدیل کرسکے، جب وہ اسلام کو غلبہ دینا چاہے اور کفر کو پَست کرنا تو کس کی تاب و مجال کہ اس کے حکم میں دَخل دے سکے۔ **وف۱۱۵** یعنی گزری ہوئی امتوں کے کفار اپنے انبیاء کے ساتھ **وف۱۱۶** پھر بغیر اس کی مشیت کے کسی کی کیا چل سکتی ہے اور جب حقیقت یہ ہے تو مخلوق کا کیا اندیشہ۔ **وف۱۱۷** ہر ایک کا کسب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور اس کے نزدیک ان کی جزا مقرر ہے۔

لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ

کسے ملتا ہے پچھلا گھر و۱۱۸ اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿٤٣﴾

اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں و۱۱۹ اور وہ جسے کتاب کا علم ہے و۱۲۰

اٰيَاتُهَا ٥٢ | ١٤ سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ ٧٢ | رُكُوْعَاتُهَا ٧

سورۂ ابراہیم مکیہ ہے، اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ

ایک کتاب ہے و۲ کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو و۳ اندھیریوں سے و۴ اجالے میں لاؤ و۵

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ﴿١﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ و۶ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے اللہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ

اور جو کچھ زمین میں و۷ اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت عذاب سے جنھیں

يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

آخرت سے دنیا کی زندگی پیاری ہے اور اللہ کی راہ سے روکتے و۸

وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٣﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ

اور اس میں کجی (ٹیڑھا پن) چاہتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں و۹ اور ہم نے ہر رسول

و۱۱۸ یعنی کافر عنقریب جان لیں گے کہ راحتِ آخرت مؤمنین کے لیے ہے اور وہاں کی ذلت وخواری کفار کے لیے ہے۔ و۱۱۹ جس نے میرے ہاتھوں میں معجزاتِ باہرہ وآیاتِ قاہرہ ظاہر فرما کر میرے نبی مرسل ہونے کی شہادت دی۔ و۱۲۰ خواہ وہ علمائے یہود میں سے توریت کا جاننے والا ہو یا نصارٰی میں سے انجیل کا عالم، وہ سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی رسالت کو اپنی کتابوں میں دیکھ کر جانتا ہے، ان علماء میں سے اکثر آپ کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔ و۱ سورۂ ابراہیم مکیہ ہے سوائے آیت " اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا " اور اس کے بعد والی آیت کے۔ اس سورت میں سات رکوع باون آیتیں آٹھ سو اکسٹھ کلمے، تین ہزار چار سو چونتیس حرف ہیں و۲ یہ قرآن شریف و۳ کفر وضلالت وجہل وغوایت (جہالت وگمراہیت) کی و۴ ایمان کے و۵ ظلمات کو جمع اور نور کو واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں ایماء (اشارہ) ہے کہ دینِ حق کی راہ ایک ہے اور کفر وضلالت کے طریقے کثیر۔ و۶ یعنی دین اسلام و۷ وہ سب کا خالق ومالک ہے، سب اس کے بندے اور مملوک (قبضے میں ہیں) تو اس کی عبادت سب پر لازم اور اس کے سوا کسی کی عبادت روا نہیں۔ و۸ اور لوگوں کو دینِ الٰہی

رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ

اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجاف۹ کہ وہ انھیں صاف بتائے ف۱۰ پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور وہی عزت حکمت والا ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں ف۱۲

بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ

دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیریوں سے ف۱۳ اجالے میں لا اور انھیں اللہ کے دن

اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

یاد دلاف۱۴ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکرگزار کو اور جب موسیٰ نے اپنی قوم

لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

سے کہاف۱۵ یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ

جو تم کو بری مار دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے

قبول کرنے سے مانع ہوتے ہیں **ف۹** کہ حق سے بہت دور ہوگئے ہیں۔ **ف۱۰** جس میں وہ رسول مبعوث ہوا خواہ اس کی دعوت عام ہو اور دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں پر بھی اس کا اتباع لازم ہو جیسا کہ سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی رسالت تمام آدمیوں اور جنوں بلکہ ساری خلق کی طرف ہے اور آپ سب کے نبی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا "لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔" **ف۱۱** اور جب اس کی قوم اچھی طرح سمجھ لے تو دوسری قوموں کو ترجموں کے ذریعہ سے وہ احکام پہنچا دیے جائیں اور ان کے معنی سمجھا دیے جائیں۔ **بعض** مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ "قَوْمِهٖ" کی ضمیر سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی طرف راجع ہے اور معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر رسول کو سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی زبان یعنی عربی میں وحی فرمائی اور یہ معنی ایک روایت میں بھی آئے ہیں کہ وحی ہمیشہ عربی زبان ہی میں نازل ہوئی پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے لیے ان کی زبانوں میں ترجمہ فرما دیا۔ (اتقان، حسینی) **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی تمام زبانوں میں سب سے افضل ہے۔ **ف۱۲** مثل عصا و یدِ بیضا وغیرہ معجزاتِ باہرہ کے **ف۱۳** کفر کی نکال کر ایمان کے **ف۱۴** قاموس میں ہے کہ "اَيّٰمِ اللّٰه" سے اللہ کی نعمتیں مراد ہیں۔ حضرت ابن عباس و ابی بن کعب و مجاہد و قتادہ نے بھی اَيّٰمِ اللہ کی تفسیر (اللہ کی نعمتیں) فرمائیں۔ مُقَاتِل کا قول ہے کہ اَيّٰمِ اللّٰه سے وہ بڑے بڑے وقائع (حادثات و واقعات) مراد ہیں جو اللہ کے امر سے واقع ہوئے۔ **بعض** مفسرین نے فرمایا کہ اَيّٰمِ اللّٰه سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعام کئے جیسے کہ بنی اسرائیل کے لیے مَنّ و سَلْوٰی اتارنے کا دن، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا میں راستہ بنانے کا دن۔ (خازن و مدارک و مفردات راغب) ان اَيّٰمِ اللّٰه میں سب سے بڑی نعمت کے دن سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی ولادت و معراج کے دن ہیں ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے اسی طرح اور بزرگوں پر جو اللہ تعالٰی کی نعمتیں ہوئیں یا جن ایام میں واقعاتِ عظیمہ پیش آئے جیسا کہ دسویں محرم کو کربلا کا واقعہ ہائلہ (ہولناک واقعہ) ان کی یادگاریں قائم کرنا بھی تذکیر بِاَيّٰمِ اللّٰه میں داخل ہے بعض لوگ میلاد شریف، معراج شریف اور ذکرِ شہادت کے ایام کی تخصیص (تاریخ مخصوص کرنے) میں کلام کرتے ہیں انہیں اس آیت سے نصیحت پذیر ہونا چاہئے۔ **ف۱۵** حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیمات کا اپنی قوم کو یہ ارشاد فرمانا تذکیر بِاَيّٰمِ اللہ کی تعمیل ہے۔

وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ﴿۶﴾ ع وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ

اور اس میں وا۱۶ تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے

لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ﴿۷﴾ وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنْ

تو میں تمہیں اور دوں گا وا۱۷ اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر

تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًاۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۸﴾ اَلَمْ

تم اور زمین میں جتنے ہیں سب کافر ہو جاؤ وا۱۸ تو بے شک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں والا ہے کیا

یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ﱠ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ

تمہیں ان کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور جو ان کے

بَعْدِهِمْ ﱡ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا

بعد ہوئے انہیں اللہ ہی جانے وا۱۹ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے وا۲۰ تو وہ اپنے

اَیْدِیَهُمْ فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِیْ

ہاتھ وا۲۱ اپنے منہ کی طرف لے گئے وا۲۲ اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا اور جس راہ وا۲۳ کی

شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ﴿۹﴾ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ

طرف ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں وہ شک ہے کہ بات کھلنے نہیں دیتا ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے وا۲۴ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُؤَخِّرَكُمْ

اور زمین کا بنانے والا تمہیں بلاتا ہے وا۲۵ کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے وا۲۶ اور موت کے مقرر وقت

وا۱۶ یعنی نجات دینے میں وا۱۷ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے اور حقیقتِ شکر یہ ہے کہ مُنعِم (نعمت دینے والے) کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے، یہاں ایک باریکی (اہم بات) ہے وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و کرم و احسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے، یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ مُنعِم کی محبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کو نعمتوں کی طرف التفات (رغبت) باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ وا۱۸ تو تم ہی ضرر پاؤ گے اور تم ہی نعمتوں سے محروم رہو گے۔ وا۱۹ کتنے تھے وا۲۰ اور انہوں نے معجزات دکھائے وا۲۱ شدتِ غیظ (سخت غصے) سے وا۲۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ وہ غصہ میں آ کر اپنے ہاتھ کاٹنے لگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما نے فرمایا کہ انہوں نے کتابُ اللہ سن کر تعجب سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے۔ غرض یہ کوئی نہ کوئی انکار کی ادا تھی۔ وا۲۳ یعنی توحید و ایمان وا۲۴ کیا اس کی توحید میں تَـرَدُّد ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے اس کی دلیلیں تو نہایت ظاہر ہیں۔ وا۲۵ اپنی طاعت و ایمان کی طرف وا۲۶ جب تم ایمان لے آؤ۔ اس لیے کہ اسلام لانے کے بعد پہلے کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں سوائے حقوق عباد کے اور اسی لیے کچھ گناہ فرمایا۔

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا

تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو ف۲۷ تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ

جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ف۲۸ اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ ف۲۹ ان کے رسولوں نے ان سے کہا ف۳۰

إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ

ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے ف۳۱

وَمَا كَانَ لَنَا أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس کچھ سند لے آئیں مگر اللہ کے حکم سے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَ

بھروسہ چاہیے ف۳۲ اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں ف۳۳ اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھادیں ف۳۴ اور

لَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿١٢﴾ وَ

تم جو ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُم مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي

کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین ف۳۵ سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین

مِلَّتِنَا ۖ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ﴿١٣﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

پر ہو جاؤ تو انھیں ان کے رب نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور ان ظالموں کو ہلاک کریں گے اور ضرور ہم تم کو ان کے

الْأَرْضَ مِن بَعْدِهِمْ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ﴿١٤﴾ وَ

بعد زمین میں بسائیں گے ف۳۶ یہ اس کے لیے ہے جو ف۳۷ میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے اور

ف۲۷ ظاہر میں ہمیں اپنی مثل معلوم ہوتے ہو پھر کیسے مانا جائے کہ ہم تو نبی نہ ہوئے اور تمہیں یہ فضیلت مل گئی۔ ف۲۸ یعنی بت پرستی سے ف۲۹ جس سے تمہارے دعوے کی صحت ثابت ہو۔ یہ کلام ان کا عناد و سرکشی سے تھا اور باوجودیکہ انبیاء آیات لا چکے تھے معجزات دکھا چکے تھے پھر بھی انہوں نے نئی سند مانگی اور پیش کئے ہوئے معجزات کو کالعدم (ناقابل قبول) قرار دیا۔ ف۳۰ اچھا یہی مانو کہ ف۳۱ اور نبوت و رسالت کے ساتھ برگزیدہ کرتا ہے اور اس منصبِ عظیم کے ساتھ مشرف فرماتا ہے۔ ف۳۲ وہی اعداء کا شر دفع کرتا اور اس سے محفوظ رکھتا ہے ف۳۳ ہم سے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ قضائے الٰہی میں ہے وہی ہوگا ہمیں اس پر پورا بھروسہ اور کامل اعتماد ہے۔ ابوتراب رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے کہ توکل بدن کو عبودیت میں ڈالنا، قلب کو ربوبیت کے ساتھ متعلق رکھنا، عطا پر شکر، بلا پر صبر کا نام ہے۔ ف۳۴ اور رشد و نجات کے طریقے ہم پر واضح فرما دیے اور ہم جانتے ہیں کہ تمام اُمور اس کے قدرت و اختیار میں ہیں۔ ف۳۵ یعنی اپنے دیار۔ ف۳۶ حدیث شریف میں ہے جو اپنے ہمسائے کو ایذا دیتا ہے اللہ اس کے گھر کا اسی ہمسائے کو مالک بناتا ہے۔ ف۳۷ قیامت کے دن۔

اسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ

انھوں نے و۳۸ فیصلہ مانگا اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا و۳۹ جہنم اس کے پیچھے لگی اور اسے پیپ کا پانی

مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ

پلایا جائے گا بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی ف۴۰ اور اسے ہر طرف سے

كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ

موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب و۴۱ اپنے رب

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ﹰاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ

سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں و۴۲ جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی

عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ

کے دن میں و۴۳ ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا یہی ہے دور کی

الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ

گمراہی کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان و زمین حق کے ساتھ بنائے و۴۴ اگر

يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَ

چاہے تو تمہیں لے جائے و۴۵ اور ایک نئی مخلوق لے آئے و۴۶ اور یہ و۴۷ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اور

بَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

سب اللہ کے حضور و۴۸ علانیہ حاضر ہوں گے تو جو کمزور تھے وہ و۴۹ بڑائی والوں سے کہیں گے ف۵۰ ہم تمہارے تابع تھے

و۳۸ یعنی انبیاء نے اللہ تعالٰی سے مدد طلب کی یا امتوں نے اپنے اور رسولوں کے درمیان اللہ تعالٰی سے و۳۹ معنی یہ ہیں کہ انبیاء کی نصرت فرمائی گئی اور انہیں فتح دی گئی اور حق کے معاند، سرکش، کافر نامراد ہوئے اور ان کے خلاص (چھٹکارے) کی کوئی سبیل نہ رہی۔ ف۴۰ حدیث شریف میں ہے کہ جہنمی کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا جب وہ منہ کے پاس آئے گا تو اس کو بہت ناگوار معلوم ہوگا جب اور قریب ہوگا تو اس سے چہرہ بھن جائے گا اور سر تک کی کھال جل کر گر پڑے گی جب پئے گا تو آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی۔ (اللہ کی پناہ) و۴۱ یعنی ہر عذاب کے بعد اس سے زیادہ شدید و غلیظ عذاب ہوگا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ) و۴۲ جن کو وہ نیک عمل سمجھتے تھے جیسے کہ محتاجوں کی امداد، مسافروں کی اعانت اور بیماروں کی خبر گیری وغیرہ۔ چونکہ ایمان پر مبنی نہیں اس لیے وہ سب بیکار ہیں اور ان کی ایسی مثال ہے و۴۳ اور وہ سب اڑ گئی اور اس کے اجزاء منتشر ہو گئے اور اس میں سے کچھ باقی نہ رہا یہی حال ہے کفار کے اعمال کا کہ ان کے شرک و کفر کی وجہ سے سب برباد اور باطل ہو گئے۔ و۴۴ ان میں بڑی حکمتیں ہیں اور ان کی پیدائش عبث (بیکار) نہیں ہے۔ و۴۵ معدوم کر دے و۴۶ بجائے تمہارے جو فرمانبردار ہو اس کی قدرت سے یہ کیا بعید ہے جو آسمان و زمین پیدا کرنے پر قادر ہے و۴۷ معدوم کرنا اور موجود فرمانا و۴۸ روز قیامت و۴۹ اور دولت مندوں اور با اثر لوگوں کی اِتباع میں انہوں نے کفر اختیار کیا تھا ف۵۰ کہ دین و اعتقاد میں۔

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا

کیا تم سے ہوسکتا ہے کہ اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم پر سے ٹال دو ۵۱ کہیں گے اللہ ہمیں ہدایت

اللّٰهُ لَهَدَیْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَجَزِعْنَاۤ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ﴿۲۱﴾ ع

کرتا تو ہم تمہیں کرتے ۵۲ ہم پر ایک سا ہے چاہے بےقراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں

وَ قَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ

اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا ۵۳ بے شک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا ۵۴ اور

وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَ مَا كَانَ لِیَ عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ

میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا ۵۵ وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا ۵۶ مگر یہی کہ میں نے تم کو ۵۷ بلایا

فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَ لُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَاۤ

تم نے میری مان لی ۵۸ تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو ۵۹ خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ

اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ

تم میری فریاد کو پہنچ سکو وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا ۶۰ میں اس سے سخت بیزار ہوں بے شک ظالموں

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۲﴾ وَ اُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

کے لیے دردناک عذاب ہے اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ باغوں میں داخل کئے جائیں گے

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا

جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اپنے رب کے حکم سے اس میں ان کے ملتے وقت کا

۵۱ یہ کلام ان کا توبیخ وعناد کے طور پر ہوگا کہ دنیا میں تم نے گمراہ کیا تھا اور راہِ حق سے روکا تھا اور بڑھ بڑھ کر باتیں کیا کرتے تھے اب وہ دعوے کیا ہوئے اب اس عذاب میں سے ذرا سا تو ٹالو! کافروں کے سردار اس کے جواب میں ۵۲ جب خود ہی گمراہ ہو رہے تھے تو تمہیں کیا راہ دکھاتے اب خلاصی کی کوئی راہ نہیں نہ کافروں کے لیے شفاعت۔ آؤ روئیں اور فریاد کریں پانچ سو برس فریاد وزاری کریں گے اور کچھ کام نہ آئے گی تو کہیں گے کہ اب صبر کر کے دیکھو شاید اس سے کچھ کام نکلے، پانچ سو برس صبر کریں گے وہ بھی کام نہ آئے گا تو کہیں گے کہ ۵۳ اور حساب سے فراغت ہو جائے گی۔ جنتی جنت کا اور دوزخی دوزخ کا حکم پا کر جنت و دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی شیطان پر ملامت کریں گے اور اس کو برا کہیں گے کہ بدنصیب تو نے ہمیں گمراہ کر کے اس مصیبت میں گرفتار کیا تو وہ جواب دے گا کہ ۵۴ کہ مرنے کے بعد پھر اٹھنا ہے اور آخرت میں نیکیوں اور بدیوں کا بدلہ ملے گا اللہ کا وعدہ سچا تھا سچا ہوا ۵۵ کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا، نہ جزا، نہ جنت، نہ دوزخ ۵۶ نہ میں نے تمہیں اپنی اتباع پر مجبور کیا تھا یا یہ کہ میں نے اپنے وعدہ پر تمہارے سامنے کوئی حجت و برہان پیش نہیں کی تھی۔ ۵۷ وسوسے ڈال کر گمراہی کی طرف ۵۸ اور بغیر حجت و برہان کے تم میرے بہکائے میں آگئے باوجودیکہ اللہ تعالٰی نے تم سے فرما دیا تھا کہ شیطان کے بہکائے میں نہ آنا اور اس کے رسول اس کی طرف سے دلائل لے کر تمہارے پاس آئے اور انہوں نے حجتیں پیش کیں اور برہانیں قائم کیں تو تم پر خود لازم تھا کہ تم ان کا اتباع کرتے اور ان کے روشن دلائل اور ظاہر معجزات سے منہ نہ پھیرتے اور میری بات نہ مانتے اور میری طرف التفات نہ کرتے مگر تم نے ایسا نہ کیا ۵۹ کیونکہ میں دشمن ہوں اور میری دشمنی

سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

اکرام سلام ہے ف۶۱ کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی ف۶۲ جیسے پاکیزہ درخت

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ

جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے

رَبِّهَا ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ

حکم سے ف۶۳ اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں ف۶۴ اور گندی

كَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا

بات ف۶۵ کی مثال جیسے ایک گندہ پیڑ ف۶۶ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے

مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ

کوئی قیام نہیں ف۶۷ اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات ف۶۸ پر دنیا کی زندگی

الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙۗ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ع

میں ف۶۹ اور آخرت میں ف۷۰ اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے ف۷۱ اور اللہ جو چاہے کرے

ظاہر ہے اور دشمن سے خیر خواہی کی امید رکھنا ہی حماقت ہے تو ف۶۰ اللہ کا اس کی عبادت میں (خازن) ف۶۱ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے اور آپس میں ایک دوسرے کی طرف سے۔ ف۶۲ یعنی کلمۂ توحید کی ف۶۳ ایسے ہی کلمۂ ایمان ہے کہ اس کی جڑ قلبِ مومن کی زمین میں ثابت اور مضبوط ہوتی ہے اور اس کی شاخیں یعنی عمل آسمان میں پہنچتے ہیں اور اس کے ثمرات برکت و ثواب ہر وقت حاصل ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اصحاب کرام سے فرمایا: وہ درخت بتاؤ جو مومن کے مثل ہے اس کے پتے نہیں گرتے اور وہ ہر وقت پھل دیتا ہے (یعنی جس طرح مومن کے عمل اکارت نہیں ہوتے اور اس کی برکتیں ہر وقت حاصل رہتی ہیں) صحابہ نے فکریں کیں کہ ایسا کون سا درخت ہے جس کے پتے نہ گرتے ہوں اور اس کا پھل ہر وقت موجود رہتا ہے۔ چنانچہ جنگل کے درختوں کے نام لیے جب ایسا کوئی درخت خیال میں نہ آیا تو حضور سے دریافت کیا، فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد ماجد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ جب حضور نے دریافت فرمایا تھا تو میرے دل میں آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن بڑے بڑے صحابہ تشریف فرما تھے میں چھوٹا تھا اس لیے میں ادباً خاموش رہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم بتا دیتے تو مجھے بہت خوشی ہوتی۔ ف۶۴ اور ایمان لائیں کیونکہ مثالوں سے معنی اچھی طرح خاطر گزین (ذہن نشین) ہو جاتے ہیں ف۶۵ یعنی کفری کلام ف۶۶ مثل اندرائن (ایک پھل) کے جس کا مزہ کڑوا، بو ناگوار یا مثلِ لہسن کے بدبودار ف۶۷ کیونکہ جڑ اس کی زمین میں ثابت و مستحکم نہیں شاخیں اس کی بلند نہیں ہوتیں یہی حال ہے کفری کلام کا کہ اس کی کوئی اصل ثابت نہیں اور کوئی حجت و برہان نہیں رکھتا جس سے استحکام (مضبوطی) ہو، نہ اس میں کوئی خیر و برکت کہ وہ بلندیٔ قبول پر پہنچ سکے۔ ف۶۸ یعنی کلمۂ ایمان ف۶۹ کہ وہ ابتلاء (آزمائش) اور مصیبت کے وقتوں میں بھی صابر و قائم رہتے ہیں اور راہِ حق و دینِ قویم سے نہیں ہٹتے حتیٰ کہ ان کی حیات کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔ ف۷۰ یعنی قبر میں کہ اوّل منازلِ آخرت ہے جب مُنکَر نکِیر آ کر ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے، تمہارا دین کیا ہے اور سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے دریافت کرتے ہیں کہ ان کی نسبت تو کیا کہتا ہے؟ تو مومن اس منزل میں بفضلِ الٰہی ثابت رہتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام اور یہ میرے نبی ہیں محمد مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم، اللہ کے بندے اور اس کے رسول پھر اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور وہ منور کر دی جاتی ہے اور آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ ف۷۱ وہ قبر میں منکر و نکیر کو جواب صحیح نہیں دے سکتے اور ہر

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ

کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی ف۷۲ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر

الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ؕ وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا

لا اتارا وہ جو دوزخ ہے اس کے اندر جائیں گے اور کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ اور اللہ کے لیے برابر والے ٹھہرائے ف۷۳

لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ

کہ اس کی راہ سے بہکاویں تم فرماؤ ف۷۴ کچھ برت لو کہ تمہارا انجام آگ ہے ف۷۵ میرے ان

لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ

بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور

عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی ف۷۶ نہ یارانہ ف۷۷ اللہ ہے جس

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ

نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل

الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ

تمہارے کھانے کو پیدا کئے اور تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے ف۷۸

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَ

اور تمہارے لیے ندیاں مسخر کیں ف۷۹ اور تمہارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں ف۸۰ اور

سوال کے جواب میں یہی کہتے ہیں ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ آسمان سے ندا ہوتی ہے میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا فرش بچھاؤ، دوزخ کا لباس پہناؤ، دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس کو دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹ پہنچتی ہے اور قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آ جاتی ہیں عذاب کرنے والے فرشتے اس پر مقرر کئے جاتے ہیں جو اسے لوہے کے گرزوں سے مارتے ہیں۔ (اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَثَبَّتَنَا عَلَى الْاِيْمَانِ) ف۷۲ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ ان لوگوں سے مراد کفارِ مکہ ہیں اور وہ نعمت جس کی شکر گزاری انہوں نے نہ کی وہ اللہ کے حبیب ہیں سید عالم محمد مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود سے اس امت کو نوازا اور ان کی زیارت سراپا کرامت کی سعادت سے مشرف کیا، لازم تھا کہ اس نعمتِ جلیلہ کا شکر بجالاتے اور ان کا اتباع کر کے مزید کرم کے مورد (قابل) ہوتے۔ بجائے اس کے انہوں نے ناشکری کی اور سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا انکار کیا اور اپنی قوم کو جو دین میں ان کے موافق تھے دارُ الہلاک (یعنی دوزخ) میں پہنچایا۔ ف۷۳ یعنی بتوں کو اس کا شریک کیا۔ ف۷۴ اے مصطفےٰ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کفار سے کہ تھوڑے دن دنیا کی خواہشات کو ف۷۵ آخرت میں۔ ف۷۶ کہ خرید و فروخت یعنی مالی معاوضے اور فدیئے ہی سے کچھ نفع اٹھایا جا سکے۔ ف۷۷ کہ اس سے نفع اٹھایا جائے بلکہ بہت سے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ اس آیت میں نفسانی و طبعی دوستی کی نفی ہے اور ایمانی دوستی جو محبتِ الٰہی کے سبب سے ہو وہ باقی رہے گی جیسا کہ سورۂ زخرف میں فرمایا: "اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ۔" ف۷۸ اور اس سے تم فائدے اٹھاؤ ف۷۹ کہ ان سے کام لو۔ ف۸۰ نہ تھکیں نہ رکیں تم ان سے

سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ

تمہارے لیے رات اور دن مسخر کیے و۸۱ اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر

تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَ اِذْ

اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے بےشک آدمی بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے و۸۲ اور یاد کرو

ع ۵ / ۱۷

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ

جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر و۸۳ کو امان والا کردے و۸۴ اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے

الْاَصْنَامَ ؕ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ

پوجنے سے بچا و۸۵ اے میرے رب بےشک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیے و۸۶ تو جس نے میرا ساتھ دیا و۸۷

فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَاۤ اِنِّيْۤ اَسْكَنْتُ

وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بےشک تو بخشنے والا مہربان ہے و۸۸ اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد

مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا

ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس و۸۹ اے ہمارے رب اس لیے کہ وہ و۹۰

نفع اٹھاتے ہو و۸۱ آرام اور کام کے لیے و۸۲ کہ کفر و معصیت کا اِرتکاب کر کے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اور اپنے رب کی نعمت اور اس کے احسان کا حق نہیں مانتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انسان سے یہاں ابوجہل مراد ہے۔ زَجّاج کا قول ہے کہ انسان اسمِ جنس ہے (یعنی مسلمان ہو یا کافر) اور یہاں اس سے کافر مراد ہے۔ و۸۳ مکہ مکرمہ و۸۴ کہ قربِ قیامت دنیا کے ویران ہونے کے وقت تک یہ ویرانی سے محفوظ رہے یا اس شہر والے امن میں ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ دعا مُستَجاب ہوئی اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو ویران ہونے سے امن دیا اور کوئی بھی اس کے ویران کرنے پر قادر نہ ہو سکا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے حرم بنایا کہ اس میں نہ کسی انسان کا خون بہایا جائے نہ کسی پر ظلم کیا جائے نہ وہاں شکار مارا جائے نہ سبزہ کاٹا جائے۔ و۸۵ انبیاء علیہم السلام بُت پرستی اور تمام گناہوں سے معصوم ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ دعا کرنا بارگاہِ الٰہی میں تواضع و اِظہارِ احتیاج کے لیے ہے کہ باوجودیکہ تو نے اپنے کرم سے معصوم کیا لیکن ہم تیرے فضل و رحمت کی طرف دستِ احتیاج دراز رکھتے ہیں۔ و۸۶ یعنی ان کی گمراہی کا سبب ہوئے کہ وہ انہیں پوجنے لگے و۸۷ اور میرے عقیدے و دین پر رہا و۸۸ چاہے تو اسے ہدایت کرے اور توفیقِ توبہ عطا فرمائے۔ و۸۹ یعنی اس وادی میں جہاں اب مکہ مکرمہ ہے۔ اور ذرّیت سے مراد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں، آپ سرزمینِ شام میں حضرت ہاجرہ کے بطنِ پاک سے پیدا ہوئے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی بیوی حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے انہیں رشک پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام سے کہا کہ آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس سے جدا کر دیجیے حکمتِ الٰہی نے یہ ایک سبب پیدا کیا تھا۔ چنانچہ وحی آئی کہ آپ حضرت ہاجرہ و اسمٰعیل کو اس سرزمین میں لے جائیں (جہاں اب مکہ مکرمہ ہے) آپ ان دونوں کو اپنے ساتھ براق پر سوار کر کے شام سے سرزمین حرم میں لائے اور کعبہ مقدسہ کے نزدیک اتارا، یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی، نہ کوئی چشمہ، نہ پانی، ایک توشہ دان میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی انہیں دے کر آپ واپس ہوئے اور مڑ کر ان کی طرف نہ دیکھا حضرت ہاجرہ والدۂ اسمٰعیل نے عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں اور ہمیں اس وادی میں بے انیس و رفیق (بے یار و مددگار) چھوڑے جاتے ہیں؟ لیکن آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور ان کی طرف التفات (دھیان) نہ فرمایا۔ حضرت ہاجرہ نے چند مرتبہ یہی عرض کیا اور جواب نہ پایا تو کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس وقت انہیں اطمینان ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اور انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی جو آیت میں مذکور ہے۔ حضرت ہاجرہ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں جب وہ پانی

الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ

نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے ف۹۱ اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے ف۹۲

لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَ مَا نُعْلِنُ ؕ وَ مَا يَخْفٰى

شاید وہ احسان مانیں اے ہمارے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے اور اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں ف۹۳ سب خوبیاں اللہ کو جس نے

وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾

مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل و اسحٰق دیے بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖۗ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾

اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو ف۹۴ اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع وَ لَا

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو ف۹۵ اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا اور ہرگز

ع ۶ ۱۸

ختم ہوگیا اور پیاس کی شدت ہوئی اور صاحبزادے کا حلق شریف بھی پیاس سے خشک ہوگیا تو آپ پانی کی جستجو یا آبادی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑیں، ایسا سات مرتبہ ہوا۔ یہاں تک کہ فرشتے کے پر مارنے سے یا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدم مبارک سے اس خشک زمین میں ایک چشمہ (زمزم) نمودار ہوا۔ آیت میں حرمت والے گھر سے بیت اللہ مراد ہے جو طوفان نوح سے پہلے کعبہ مقدسہ کی جگہ تھا اور طوفان کے وقت آسمان پر اٹھالیا گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ آپ کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا آگ کے واقعہ میں آپ نے دعا نہ فرمائی تھی اور اس واقعہ میں دعا کی اور تضرع کیا (یعنی گریہ وزاری کی)۔ اللہ تعالیٰ کی کارسازی پر اعتماد کرکے دعا نہ کرنا بھی توکل اور بہتر ہے لیکن مقامِ دعا اس سے بھی افضل ہے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیمات کا اس آخر واقعہ میں دعا فرمانا اس لیے ہے کہ آپ مدارجِ کمال (کمال کے درجات) میں دم بدم ترقی پر ہیں۔ ف۹۰ یعنی حضرت اسمٰعیل اور ان کی اولاد اس وادی بے زراعت میں تیرے ذکر و عبادت میں مشغول ہوں اور تیرے بیتِ حرام کے پاس ف۹۱ اَطراف و بلاد سے یہاں آئیں اور ان کے قلوب اس مکانِ طاہر کی شوقِ زیارت میں کھینچیں۔ اس میں ایمانداروں کے لیے یہ دعا ہے کہ انہیں بیت اللہ کا حج میسر آئے اور اپنی یہاں رہنے والی ذُرِّیَّت (نسل) کے لیے یہ کہ وہ زیارت کے لیے آنے والوں سے منتفع ہوتے رہیں، غرض یہ دعا دینی دنیوی برکات پر مشتمل ہے۔ حضرت کی دعا قبول ہوئی اور قبیلہ جُرْہُم نے اس طرف سے گزرتے ہوئے ایک پرند دیکھا تو انہیں تعجب ہوا کہ بیابان میں پرند کیسا شاید کہیں چشمہ نمودار ہوا جستجو کی تو دیکھا کہ زمزم شریف میں پانی ہے یہ دیکھ کر ان لوگوں نے حضرت ہاجرہ سے وہاں بسنے کی اجازت چاہی انہوں نے اس شرط سے اجازت دی کہ پانی میں تمہارا حق نہ ہوگا وہ لوگ وہاں بسے اور حضرت اسمٰعیل علیہ الصلٰوۃ والسلام جوان ہوئے تو ان لوگوں نے آپ کے صلاح و تقویٰ کو دیکھ کر اپنے خاندان میں آپ کی شادی کردی اور حضرت ہاجرہ کا وصال ہوگیا۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کی یہ دعا پوری ہوئی اور آپ نے دعا میں یہ بھی فرمایا ف۹۲ اسی کا ثمرہ (نتیجہ) ہے کہ فصولِ مختلفہ (مختلف موسموں) ربیع و خریف و صیف و شتاء (بہار و خزاں، گرمی و سردی) کے میوے وہاں بیک وقت موجود ملتے ہیں۔ ف۹۳ حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ایک اور فرزند کی دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تو آپ نے اس کا شکر ادا کیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا ف۹۴ کیونکہ بعض کی نسبت تو آپ کو بَاِعْلَامِ اِلٰهِی (رب تعالیٰ کے آگاہ فرمادینے سے) معلوم تھا کہ کافر ہوں گے اس لیے بعض ذریت کے واسطے نمازوں کی پابندی و محافظت کی دعا کی۔ ف۹۵ بشرطِ ایمان یا ماں باپ سے حضرت آدم و حوا مراد ہیں۔

تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

اللّٰہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے ف۹۶ انھیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لیے

تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُۙ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

جس میں ف۹۷ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے ف۹۸ اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک

اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ؕ ﴿٤٣﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ

ان کی طرف لوٹتی نہیں ف۹۹ اور ان کے دلوں میں کچھ سکت (طاقت) نہ ہوگی ف۱۰۰ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ ف۱۰۱ جب ان پر

الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ

عذاب آئے گا تو ظالم ف۱۰۲ کہیں گے اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں ف۱۰۳ مہلت دے کہ ہم تیرا

دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ

بلانا مانیں ف۱۰۴ اور رسولوں کی غلامی کریں ف۱۰۵ تو کیا تم پہلے ف۱۰۶ قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں

زَوَالٍ ۙ ﴿٤٤﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ

ہٹ کر جانا نہیں ف۱۰۷ اور تم ان کے گھروں میں بسے جنھوں نے اپنا برا کیا تھا ف۱۰۸ اور تم پر خوب کھل گیا

كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ

ہم نے ان کے ساتھ کیسا کیا ف۱۰۹ اور ہم نے تمہیں مثالیں دے دے کر بتا دیا ف۱۱۰ اور بے شک وہ ف۱۱۱ اپنا سا داؤں (فریب) چلے ف۱۱۲

وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا

اور ان کا داؤں اللّٰہ کے قابو میں ہے اور ان کا داؤں کچھ ایسا نہ تھا کہ جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں ف۱۱۳ تو ہرگز

ف۹۶ اس میں مظلوم کو تسلی دی گئی کہ اللّٰہ تعالٰی ظالم سے اس کا انتقام لے گا ف۹۷ ہول و دہشت سے ف۹۸ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرف جو انہیں عرصۂ محشر کی طرف بلائیں گے۔ ف۹۹ کہ اپنے آپ کو دیکھ سکیں ف۱۰۰ شدتِ حیرت و دہشت سے۔ قتادہ نے کہا کہ دل سینوں سے نکل کر گلوں میں آ پھنسیں گے نہ باہر نکل سکیں گے نہ اپنی جگہ واپس جاسکیں گے۔ معنی یہ ہیں کہ اس دن کی شدتِ ہول و دہشت کا یہ عالم ہوگا کہ سر اوپر اٹھے ہوں گے، آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی دل اپنی جگہ پر قرار نہ پاسکیں گے۔ ف۱۰۱ یعنی کفار کو قیامت کے دن کا خوف دلاؤ ف۱۰۲ یعنی کافر ف۱۰۳ دنیا میں واپس بھیج دے اور ف۱۰۴ اور تیری توحید پر ایمان لائیں ف۱۰۵ اور ہم سے جو قصور ہو چکے اس کی تلافی کریں اس پر انہیں زجر و توبیخ کی جائے گی اور فرمایا جائے گا ف۱۰۶ دنیا میں ف۱۰۷ اور کیا تم نے بعث و آخرت کا انکار نہ کیا تھا ف۱۰۸ کفر و معاصی کا ارتکاب کر کے جیسے کہ قومِ نوح و عاد و ثمود وغیرہ۔ ف۱۰۹ اور تم نے اپنی آنکھوں سے ان کی منازل میں عذاب کے آثار اور نشان دیکھے اور تمہیں ان کی ہلاکت و بربادی کی خبریں ملیں یہ سب کچھ دیکھ کر اور جان کر تم نے عبرت نہ حاصل کی اور تم کفر سے باز نہ آئے۔ ف۱۱۰ تاکہ تم تدبیر کرو اور سمجھو اور عذاب و ہلاک سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ ف۱۱۱ اسلام کے مٹانے اور کفر کی تائید کرنے کے لیے نبی صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم کے ساتھ ف۱۱۲ کہ انہوں نے سیدِ عالم صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم کے قتل کرنے یا قید کرنے یا نکال دینے کا ارادہ کیا۔ ف۱۱۳ یعنی آیاتِ الٰہی اور احکامِ شرعِ مصطفائی جو اپنے قوت و ثبات میں بمنزلۂ مضبوط پہاڑوں کے ہیں۔ محال ہے کہ کافروں کے مکر اور ان کی حیلہ انگیزیوں سے اپنی جگہ سے ٹل سکیں۔

تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ؕ﴿۴۷﴾

خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا ف۱۱۴ بے شک اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

جس دن ف۱۱۵ بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان ف۱۱۶ اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ف۱۱۷ ایک اللہ کے سامنے

الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَ تَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىٕذٍ مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ج

جو سب پر غالب ہے اور اس دن تم مجرموں ف۱۱۸ کو دیکھو گے کہ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے ف۱۱۹

سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾لا لِیَجْزِیَ اللّٰهُ كُلَّ

ان کے کرتے رال کے ہوں گے ف۱۲۰ اور ان کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی اس لیے کہ اللہ ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ

اس کی کمائی کا بدلہ دے بے شک اللہ کو حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی یہ ف۱۲۱ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور

لِیُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِیَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِیَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ع

اس لیے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے ف۱۲۲ اور اس لیے کہ عقل والے نصیحت مانیں

ع ۷/۱۱ ۱۹

اٰیاتها ۹۹ — ۱۵ سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّیَّةٌ ۵۴ — رکوعاتها ۶

سورۂ حجر مکیہ ہے، اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ف۱

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی

ف۱۱۴ یہ تو ممکن ہی نہیں وہ ضرور وعدہ پورا کرے گا اور اپنے رسول کی نصرت فرمائے گا، ان کے دین کو غالب کرے گا، ان کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔ ف۱۱۵ اس دن سے روزِ قیامت مراد ہے۔ ف۱۱۶ زمین و آسمان کی تبدیلی میں مفسرین کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ ان کے اوصاف بدل دیے جائیں گے مثلاً زمین ایک سطح ہو جائے گی نہ اس پر پہاڑ باقی رہیں گے نہ بلند ٹیلے نہ گہرے غار نہ درخت نہ عمارت نہ کسی بستی اور اقلیم کا نشان اور آسمان پر کوئی ستارہ نہ رہے گا اور آفتاب، ماہتاب کی روشنیاں معدوم ہوں گی یہ تبدیلی اوصاف کی ہے ذات کی نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان و زمین کی ذات ہی بدل دی جائے گی اس زمین کی جگہ ایک دوسری چاندی کی زمین ہوگی سفید و صاف جس پر نہ کبھی خون بہایا گیا ہو نہ گناہ کیا گیا ہو اور آسمان سونے کا ہوگا۔ یہ دو قول اگرچہ بظاہر باہم مخالف معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک صحیح ہے اور وجہِ جمع یہ ہے کہ اول تبدیلِ صفات ہوگی اور دوسری مرتبہ بعد حساب تبدیلِ ثانی ہوگی اس میں زمین و آسمان کی ذاتیں ہی بدل جائیں گی۔
ف۱۱۷ اپنی قبروں سے ف۱۱۸ یعنی کافروں۔ ف۱۱۹ اپنے شیاطین کے ساتھ بندھے ہوئے ف۱۲۰ سیاہ رنگ بدبودار جن سے آگ کے شعلے اور زیادہ تیز ہو جائیں۔